عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاشنی نے ایک حبشی غلام کی آواز
میں وہ کیف و مستی پیدا کی کہ وہ آسمان کی بلندیوں تک جا پہنچی

اَذانِ بلال

مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

ناشر

سیرانی کتاب گھر

ماڈل ٹاؤن بی نزد سیرانی مسجد بہاولپور
0321-6820890
0300-6830592

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

نام کتاب

اذان بلال

مصنف

حضرت علامہ الحافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

ناشر

ادارہ تالیفات اویسیہ اسلامی کتب کا مرکز

ماڈل ٹاؤن بی نزد سیرانی مسجد بہاولپور

0300-6830592/0321-6820890

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ

نام کتاب: **اذان بلال**

مصنف: حضرت علامہ الحافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

اشاعت دوم : 2009ء

صفحات : 72

قیمت : [illegible]

پروف ریڈنگ : علامہ قاری محمد عابد صاحب زیدہ مجدہ (سردار آباد)

کمپوزنگ :(ڈاکٹر محمد اظہر عامر اویسی) 0322-2560448

ناشر

اداره تالیفات اویسیہ اسلامی کتب کا مرکز

ماڈل ٹاؤن بی نزد سیرانی مسجد بہاولپور

0300-6830592/0321-6820890

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

﴿پیش لفظ﴾

سب کومعلوم ہے کہ حضرت بلالؓ اسلام کے پہلے مؤذن ہیں۔

حضرت بلالؓ ظاہری صورت سے توسیاہ فام تھے۔تاہم اُن کے دل کا آئینہ صاف وشفاف اور روشن تھا۔اوراس کوایمان کے نور نے اس وقت منور کیا جب کہ وادئ بطحا کی سفید مخلوق اپنے حُسن کے غرور اور زعم شرافت میں ضلالت وگمراہی کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھارہی تھی۔اس وقت گنتی کے جن سات بزرگوں نے رسول اکرم ﷺ کی آوازِ حق پر لبیک کہی اور نوراسلام سے اپنے دلوں کومنور کیا۔ان میں حبشی غلام حضرت بلالؓ بھی شامل تھے

کمزور ہمیشہ سے ہی ظلم وستم کا نشانہ بنتارہاہے۔حضرت بلالؓ صرف ایک غلام تھے۔اس لئے عرب کی سفید مخلوق نے جو کہ اس وقت گمراہی کی اندھیری غاروں میں بھٹک رہی تھی۔سب سے زیادہ ظلم اس حبشی غلام پر توڑے۔آپ تپتی ہوئی ریت اور جلتے ہوئے انگاروں پر لٹائے گئے مشرکین کے لڑکے ان کے گلے میں رسیاں ڈال کرانہیں گھسیٹتے رہے۔غرضیکہ ہرقسم کا ظلم وستم آپ پر توڑا گیا۔جو کہ وہ توڑ سکتے تھے۔لیکن ان تمام روح فرسانہ جان گسل آزمائشوں کے باوجود آپ نے توحید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ابوجہل ان کو منہ کے بل سنگریزوں پر لٹا کر اور پتھر کی چکی رکھ دیتا تھا۔اور جب آفتاب کی

گرمی اور تپش ان کو بیقرار کردیتی تو وہ کہتا "بلال اب بھی محمد (ﷺ) کے دین خدا سے باز آجا"۔مگراس حالت میں بھی بلال کے منہ سے اُحد، اُحد ہی نکلتا تھا۔

غلامی سے رہائی

حضرت بلالؓ ایک روز حسب معمول مشق ستم وظلم بنائے جارہے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ادھر سے گزر ہوااور یہ کرب ناک منظر دیکھ کران کا دل بھرآیا۔اورایک گرانقدر رقم سے کرمعاوضہ کے طور پر دیکر حضرت بلالؓ کوغلامی سے رہائی دلوائی اور آزاد کرالیا۔مدینہ میں اسلام بے بس اور مجبور نہ تھا۔یہاں پہنچنے کے بعد اسلام اوردین متین کی اصولی تدریس اور تکمیل کا سلسلہ ہوا۔مسجد تعمیر ہوئی اورنماز قائم ہوئی اوراعلان عام کے لئے اذان کا طریق وضع کیا۔حضرت بلال سب سے پہلے بزرگ ہیں جواذان دینے پر مامور ہوئے۔انکی آواز نہایت دل کش اور شیریں اور بلند تھی۔اذان کی آواز سن کر مسلمان والہانہ وارفتگی کے ساتھ ان کے گرد جمع ہوجاتے تو حضرت آستانہ نبوت پر کھڑے ہوکر پکارتے،

حیی علی الصلوٰۃ حیی علی الفلاح ,الصلوٰۃ یا رسول اللہ اللہ اکبر اللہ کبر۔

حضور ﷺ تشریف لاتے اور نماز کھڑی ہوتی۔

حضرت بلالؓ رسول اکرم ﷺ کے موذن خاص تھے اس بنا پراُن کو ہمیشہ خانہ خدامیں حاضر رہنا پڑتا تھا۔حالات دنیادی سے سروکار نہ تھا۔عبادت

شب زندہ داری ان کا خاص مشغلہ تھا ایمان کو تمام اعمال حسنہ کی بنیاد سمجھتے تھے۔ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ سب سے بہتر عمل کیا ہے۔تو بلال ؓ بولے خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ پھر جہاد اور پھر حج۔

﴿شہرتِ اذان﴾

ویسے تو حضرت بلال ؓ عبادت کے ہر شعبہ میں بے مثیل و بے عدیل تھے لیکن اذان کے عمل میں تو آپ اتنا مشہور تھے جتنا خود اذان۔ زندگی بھر آپ کا یہی مشغلہ رہا بلکہ آخرت میں اہل جنت کے کانوں میں حضرت بلال کی اذان ہی گونجے گی۔اس رسالہ میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند یادگار اذانوں کی تفصیل ہے۔اہلِ اسلام کی خدمت میں فقیر یہ ایک تحفہ نذر کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقط: محمد فیض احمد اویسی رضوی

﴿فضائل بلال ؓ﴾

سیدنا بلال ؓ نہ صرف مؤذن تھے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے انہیں متعدد اعزازات حاصل تھے اسی لئے آپ کے بیشمار فضائل ہیں منجملہ ان کے آپ ؓ کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ابن ماجہ اور مسند میں حضرت ابن مسعود ؓ کی روایت کے مطابق ان میں یہ آٹھ ہستیاں شامل ہیں۔حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عمار ؓ، حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت صہیب ؓ، حضرت مقداد ؓ اور حضرت بلال ؓ۔

حضرت بلال ؓ کفار مکہ میں سے ایک رئیس اُمیہ بن خلف کے غلام تھے اکثر سرکار ﷺ کو دیکھنے کا شرف حاصل کرتے رہے تھے اور دل میں سرکار ﷺ کا بے پناہ احترام تھا۔کچھ عرصہ سے اسلام اور سرکار ﷺ کے نبوت کے اعلان کے بارے میں کفار کی اپنے آقا امیہ کے ساتھ گفتگو بھی سن چکے تھے۔کفار کی عادات کے خلاف جذبات رکھتے تھے۔فطری پاکیزہ عادات کی بدولت امن وسکون، مساوات واخوت کے خواہاں تھے۔جب اسلام کا کچھ تعارف ان تک پہنچا تو فوراً حلقۂ اسلام میں شامل ہوگئے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی تبلیغ کی وجہ سے اسلام قبول فرمایا اور ایک طویل عرصہ کفار کے مظالم برداشت کرتے رہے ان کی استقامت اور جذبۂ عشقِ رسول ﷺ کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے امیہ بن خلف سے منہ مانگے دام ادا کر کے حضرت بلال ؓ کو آزاد فرمایا۔

﴿شب معراج جنت میں دیکھے گئے﴾

یہ اعزاز سیدنا بلال ؓ کا قابل رشک ہے کہ حضور ﷺ جب شب معراج

جنت کے قریب پہنچے تو آپ نے جنت میں حضرت بلال کے چلنے کی آواز سنی، چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا۔ کہ اے بلال! جنت میں میں نے تمہارے جوتوں کی آواز سنی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۸)

یعنی انسان کے چلنے پر جوتوں سے جو چرچراہٹ کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے بلال کے چلنے سے اس کے جوتوں کی چرچراہٹ سنی۔

غور فرمایئے کہ حضور ﷺ کی غلامی کہاں سے کہاں تک پہنچا دیتی ہے۔ کل تک جو بلال ایک حبشی غلام تھے آج حضور کے دامن سے وابستہ ہو کر آسمانوں کی بلندیوں سے بھی زیادہ بلندی پا گئے۔ اور جنت میں ٹہلنے لگ گئے۔ سچ ہے کہ۔

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذرّوں کو ہمدوشِ ثریا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا!

ایک دوسری حدیث شریف میں یوں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"ماد خلت الجنة قط الا سمعت خشخشتک امامی"

میں جب بھی کبھی جنت میں داخل ہوا اپنے آگے میں نے تمہارے جوتوں کی آواز سُنی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۹)

اس حدیث میں یہ جملہ قابل غور ہے کہ میں جب بھی کبھی جنت میں داخل ہوا۔ اس کے متعلق صاحب لمعات لکھتے ہیں کہ:

"ماد خلت الجنة قط يدل علىٰ كثرة دخوله ﷺ اياما."

یعنی اس جملہ سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ حضور ﷺ ایک بار ہی نہیں بلکہ متعدد بار جنت میں تشریف لے گئے ہیں۔ سبحان اللہ کیا شان ہے ہمارے حضور

ﷺ کی۔ گویا یہ جنت بھی ہمارے حضور کا اپنا ایک گھر ہے۔ جب چاہیں اندر تشریف لے جائیں۔ کیوں صاحب! یہ اپنے ہی گھر کی تو شان ہے کہ آدمی جب چاہے اس میں چلا جائے۔ دوسرے کے گھر میں اس طرح کون جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ جنت کے مالک ہیں۔ اور الحمدللہ کہ یہ جنت بھی حضور کی ہے۔ اور یہ امت بھی حضور ہی کی ہے۔ اسی لئے ایک شاعر نے لکھا ہے کہ۔

گنہگاروں کو جنت میں کوئی جانے سے کیوں روکے
کہ وہ جنت محمد کی، تو یہ امت محمد کی!

اور اعلیٰ حضرت نے یوں فرمایا ہے کہ۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب اے منکر دور ہو
ہم رسول اللہ کے، جنت رسول اللہ کی!

مقامِ جنت

ایک بات اور بھی سمجھ لو کہ یہ جنت جس کا ذکر ہو رہا ہے۔ یہ ہے کہاں؟ خوب یاد رکھئے کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے کہ:

"عند سدرة المنتهى. عندها جنة الماوىٰ" (پ ۲۷ ع ۵)

یعنی یہ جنت سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہے۔ اور سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ (دیکھئے روح البیان ص ۱۳۹ جلد ۱)

یہی وہ جگہ ہے۔ جہاں شب معراج جبریل امین نے حضور ﷺ سے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ ﷺ! بس میں آپ کے ساتھ یہیں تک آیا ہوں۔ اور اب آگے بڑھنا میرے بس کی بات نہیں۔ اس جگہ سے اگر ایک بال بھر بھی آگے بڑھوں تو فروغ تجلّی سے میرے پر جل جائیں گے۔

میرے بھائیو! جب یہ پتہ چل گیا کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔

اور جنت سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہے تو اب یہ معلوم کیجئے کہ سدرۃ المنتہیٰ ہماری اس زمین سے کتنی دور واقع ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"بین السماء والارض مسیرة خمس مائة سنة"

زمین اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۹)

اور پھر دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ساتوں آسمانوں میں سے ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے، جتنا زمین اور اس پہلے آسمان کے درمیان ہے۔ یعنی پانچ پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۵)

اب آپ ذرا حساب لگایئے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کی دوری کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے اس زمین سے پہلا آسمان پانچ سو سال کی مسافت تک دور ہے۔ اور پھر اس آسمان سے دوسرا آسمان بھی پانچ سو سال کی مسافت تک دور ہے۔ پھر وہاں سے تیسرے آسمان تک اتنا ہی فاصلہ ہے۔ پھر اس کے بعد چوتھے آسمان تک اور پھر وہاں سے پانچویں تک، اور پانچویں سے چھٹے تک اور چھٹے سے ساتویں تک بھی پانچ پانچ سو سال ہی کے سفر کا فاصلہ ہے۔ پھر اس کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ اور اس کے پاس جنت ہے۔ گویا جنت یہاں سے اس قدر دور دراز ہے کہ حساب و شمار سے بھی باہر ہے۔

اب سنیئے پھر وہی حدیث پاک کہ اے بلال میں نے جنت میں تمہارے جوتوں کی آواز سنی۔ "کیوں صاحب! یہ آواز جو بلال کے چلنے کی حضور نے جنت میں سنی۔ یہ کہاں کی تھی؟ یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت بلال زمین پر ہی رہتے تھے۔ اور حضور ﷺ معراج شریف کو تنہا تشریف لے گئے تھے۔ تو لامحالہ حضرت بلال زمین پر ہی چلے تھے اور اسی زمین پر چلنے کی آواز کو حضور نے جنت میں سن لیا تھا۔ تو میرے بھائیو! اب خود ہی فیصلہ کرلو کہ جس محبوب پاک ﷺ کی قوت سماعت شریف کا یہ عالم ہو کہ ہزاروں سال کی مسافت تک اس قدر دور دراز پہنچ کر بھی زمین پر چلنے کی آواز کو وہ سن لے تو آج ہم اگر سیالکوٹ یا لاہور یا کراچی میں نعرۂ رسالت لگائیں تو حضور ﷺ کیوں نہ ہماری آواز سن لیں (از تقریر شبیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! سیدنا بلال ؓ نے ہزاروں اذانیں پڑھی ہوں گی لیکن چند اذانیں تاریخ اسلام کا ایک سنہری باب ہیں۔ فقیر ان کا ذکر کے رسالہ کا نام اذانِ بلال تجویز کرتا ہے۔ وماتوفیقی الاباللہ

اذان نمبر (۱) ؓ

فتح مکہ کے دنوں میں حرم محترم کی تطہیر کے بعد آنحضرت ﷺ نے اہل مکہ کو جمع کرکے ان کے سامنے ایک تاریخی خطبہ دیا جس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹادیا۔ تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں۔ اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ اس خطبہ میں جو لوگ حضور ﷺ کے مخاطب تھے انہوں نے ۲۳ برس تک اسلام اور آنحضرت کی مخالفت وعداوت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا اور پیروانِ اسلام پر ناگفتہ رحمت وشفقت سے کام لیکر ان تمام لوگوں کو یک قلم معاف کر دیا اس وقت وہ آیا کہ کعبۃ اللہ میں پیغمبر اسلام اور صحابہ کرام پہلا فریضۂ نماز ادا کریں اور سقفِ حرم سے اذان کی آواز بلند کی جائے۔ یہ ایک نہایت اہم اور شاندار تاریخی موقعہ تھا۔ صحابہ کرام بہت سے ایسے بزرگوار تھے۔ جو اہلِ وعرب کے خیال کے مطابق نسبی شرف ومجد کے مالک تھے لیکن پیغمبر اخوت ومساوات نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف وامتیاز عطا فرمایا کہ حضرت بلال ؓ نے کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھ کر اللہ کی ذات ذاتِ واحدیت وکبریائی اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت وعبدیت کا اعلان کیا۔ ذرا اس حالت کا تصور کیجئے۔ جب ہر طرح کے ارباب جاہ وثروت اور اہل فضل وکرم وکمال کی موجودگی میں ایک حبشی زادہ جو زندگی کا بڑا حصہ غلامی میں گزار چکا تھا۔ سقفِ کعبہ پر چڑھ کر توحید ورسالت کی منادی کر رہا تھا۔

یہ "ان اکرمکم عند اللہ اتقکم " کا کتنا شاندار عملی مظاہرہ تھا۔ قریش مکہ نے حضرت بلال کی اذان سنی تو غیرتِ قومی سے بے چین ہو گئے اور آپس میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بدزبانیاں کرنے لگے جس کی خبر حضرت جبریل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کو دیدی اور آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو طلب کر کے باز پرس کی تو چونکہ انہوں نے اپنی تنہا صحبت میں یہ باتیں کی تھیں اس لئے اس رازدارانہ گفتگو سے آنحضرت کے مطلع ہو جانے کو معجزہ سمجھا اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

انتباہ: یہی محبوب دور تھا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے معجزہ علم غیب سے کافر کو دولت اسلام نصیب ہوتی لیکن شومئ قسمت کہ آج علم غیب کے معجزے کے عقیدہ رکھنے والے مسلمان کو کافر کہا جا رہا ہے یہ عجب رنگ ہیں زمانے کے۔

اذان ھذا کی خصوصیت

اقلیم ہند کے مایہ ناز نامور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اس اذان کے متعلق کس جوش و خروش کے ساتھ فرماتے ہیں کہ یہ وقت بھی اپنے اندر نہایت نعمت و بزرگی رکھتا تھا۔ جس کے دامانِ جلال تک درستِ ادراک کی رسائی ناممکن ہے اس وقت کی عظمت کی حقیقت کو حاملانِ عرش سے پوچھنا چاہیے کہ حضرت بلال کی اذان کی آواز وہاں تک پہنچی تھی۔ کہ اس سے بھی گزر گئی تھی خداوندا اس وقت کے طفیل ہمیں دین اسلام پر ثابت قدم رکھ اور کلمہ اسلام کو اور بلند و بالا فرما۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

سائنس کی تائید

غیر مسلم تو غیر مسلم ہی ہے عوام مسلم کی بات ہی کیا۔ علم کے بعض مدعیان اسے نہ صرف ناممکن گردانتے ہیں بلکہ اپنے خصوصی نظریات کے تحت اسے تسلیم کرنے والے

کو مشرک کہے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن آج کل کے سائنسی دور میں اسے پاگل خانہ میں پہنچایا جا سکتا ہے اسی لئے سائنسی قوت سے آج ہم ہزاروں میل کی آواز اپنے کانوں سے نہ صرف سن رہے ہیں بلکہ دیکھ بھی رہے ہیں اور قاعدہ شرعیہ سب کو مسلم ہے کہ سائنس کی قوت سے روحانی قوت ہزاروں بار بڑھ کر ہے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی آواز اذان کا عرش سے آگے گذر جانا روحانی قوت سے تھا نہ کہ جسمانی اور مادی طاقت سے۔

اذان نمبر (۲)

سودائی عشق رسول ﷺ حضرت بلال (جن کی زبان پر ذکر محمد مصطفےٰ علیہ السلام کی پاداش میں دہکتے ہوئے انگارے رکھے گئے تھے، اور زبان گنگ ہو گئی تھی) پر ایک دفعہ لوگوں نے اعتراض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان غلط دیتے ہیں۔ حضور ﷺ تو بلال کے عشق سے واقف تھے۔ فرمایا چلو آج پھر اذان کوئی اور پڑھے۔ چنانچہ صبح کی اذان کسی اور صحابی نے پڑھی۔ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان سے روک دیا گیا۔ تو وہ اپنے حجرے میں جا کر رونے لگے ادھر لوگ صبح کا انتظار کر رہے تھے۔ مگر وقت وہیں ساکت تھا۔ صبح نہیں ہوئی تھی۔ لوگ پریشان تھے کہ کیا ماجرا ہے؟ حضور ﷺ سوچنے ہی لگے تھے کہ فرشتۂ وحی تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب تک حضرت بلال اذان نہ دیں گے صبح نہیں ہو گی۔ آپ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈھونڈنے لگے۔ تو وہ مسجد میں نہ تھے ان کے حجرے میں گئے۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک آنسوؤں سے تر پایا گلے لگا کر کہنے لگے۔ اے بلال تیری آواز کے بغیر تو خدا نے عرش کا کام ہی بند کر دیا۔ دنیا وہیں ساکت ہو گئی۔ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اب اٹھو اذان پڑھو تا کہ نظام کائنات دوبارہ عمل میں آئے۔ چنانچہ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ اور پھر صبح نمودار ہوئی۔

ازالہ وہم : بعض لوگ واقعہ مذکورہ کو غلط کہتے ہیں وہ خود غلط ہیں یہ واقعہ مع حوالہ جات اور مدلل و محقق طور فقیر کی شرح میں پڑھئے۔

اذان نمبر (۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں جب تمام ملک شام فتح ہو گیا اور صرف بیت المقدس باقی رہ گیا جو اسلام کا سابق قلعہ و قبلہ اور عیسائیوں کا مرکز دین تھا تو اس کے محاصرہ کے بعد وہاں کے باشندوں نے سپہ سالار اعظم امین الامت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ خلیفہ اسلام تشریف لائیں اور اپنے دستِ مبارک سے معاہدہ صلح مرتب فرمادیں تو ہم شہر کو ان کے حوالے کریں چنانچہ اہالیان بیت المقدس تشریف لے گئے اہل شہر کے لئے معاہدہ صلح تحریر فرمایا شہر مسلمانوں کے سپرد ہو گیا ان مہمات سے فارغ ہونے کے بعد ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا خطبہ سے فراغت پائی تو نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ آپ پر خدا تعالیٰ کی رحمت ہو، کیا خدا کے لئے اذان نہیں سناؤ گے۔

عشق رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اس واقعہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا بیان تو ہے نہیں۔ لیکن خصوصیت سے یہ بات سمجھنے کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور سرورِ عالم ﷺ سے کتنا عشق تھا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اذان سننے کی پیشکش کردی پھر اذان سننے پر وہی کیفیت ہوئی کہ سب کی جان لبوں پر آگئی۔ اس واقعہ کے حوالہ جات اور تحقیق فقیر کے رسالہ عشق رسول اور صحابہ کا مطالعہ کیجئے۔

اذان نمبر (۴)

حضور سرور عالم ﷺ کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھنی چھوڑ دی اس لئے کہ جوں ہی اذان پڑھتے تو جان بہ لب ہو جاتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ چونکہ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرایا تھا۔ اس احسان کے اظہار پر ممکن ہے آپ کا فرمان مان کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سنائیں لہٰذا آپ انہیں اذان کا حکم دیں۔ آپ نے فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا۔ یا خلیفۂ رسول اللہ آپ نے مجھے اس لئے آزاد کروایا ہے یا اپنی مصاحبت کے لئے۔ آپ نے فرمایا خدا کے لئے۔ بلال بولے میں نے حضور سے سنا ہے کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنا مومن کا سب سے بڑا کام ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ پیام موت تک اسی عمل خیر کو لازمہ حیات بناؤں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا بلال رضی اللہ عنہ میں تمہیں اللہ اور اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم مجھے اس عالم پیری میں داغ مفارقت نہ دو۔ چنانچہ اس التجا اور فرمان کی وجہ سے حضرت بلال عہد صدیقی کے غزوات میں شریک نہ ہو سکے۔ تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان سے اجازت لے کر شریک ہوئے جس کی تفصیل فقیر نے آپ کے حالات کی کتاب مرآۃ الجمال فی حیات البلال میں لکھدی ہے۔

ہجرتِ شام

دور خلافت فاروق اعظم میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملک شام کی سرسبز و شادابی پسند آگئی تھی۔ خلیفہ ثانی سے اجازت لے کر یہاں کے ایک قصبہ میں مستقل اقامت اختیار کر لی۔ اور پھر یہاں شادی بھی کر لی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عرصہ شام میں رہنے کے بعد ایک روز رسول اللہ خواب میں خود فرما رہے ہیں بلال یہ خوش زندگی میں تیرے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ہماری زیارت کو آؤ اس

خواب نے ماضی کی یاد تازہ کر دی مدینہ کی راہ لی۔ اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر تڑپنے لگے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے اہل مدینہ نے اذان کی فرمائش کی آپ نے انکار کر دیا۔ اہل مدینہ نے آپ کے ہاں حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سفارشی بنایا۔ حضرت حسین کی سفارش نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر سے بے قرار کر دیا۔ اس وقت در رسول پر حاضر ہو کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی۔ اور وہ جوش و محبت کے ساتھ جگر گوشہ گلشن رسول ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین کو گلے سے لگا کر پیار کر رہے تھے ان دونوں نے خواہش ظاہر کی کہ آج صبح کے وقت اذان دیجئے۔ گو وہ ارادہ کر چکے تھے کہ حضور کے بعد اذان نہ دیں گے تاہم ان کی فرمائش کو ٹال نہ سکے۔ صبح کے وقت مسجد کی چھت پر کھڑے ہو کر نعرہ تکبیر بلند کیا تو تمام مدینہ گونج اٹھا اس کے بعد نعرہ توحید نے اس کو اور بھی پر عظمت بنا دیا لیکن جب اشهدان محمد رسول الله ۔۔۔۔۔۔۔ کے الفاظ فضا میں گونجے تو عورتیں تک بے قرار ہو کر پردوں سے نکل پڑیں۔ اور تمام عاشقان رسول کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مدینہ میں ایسا پُر اثر منظر کبھی بھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب شہد سے میٹھا محمد نام میں پڑھیے۔

فائدہ : اس اذان نمبر ۴ کو لوگ ایک دوسرے انداز میں بیان کرتے ہیں وہ بھی پڑھ لیں۔

وصال رسول ﷺ کے بعد اذان بلال ؓ

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر کے عہد خلافت میں ان کی اجازت سے ۱۶ ھ میں شام کے مہمات میں شریک ہو گئے بیت المقدس میں جب حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم ؓ پہنچے تو جہاں لشکر اسلام کے ممتاز سرداروں نے آپ

کا استقبال کیا ان میں حضرت سیدنا بلال بھی تھے دوران قیام ایک روز حضرت عمر فاروق اعظم ؓ نے آپ سے اذان کی درخواست کی آپ نے فرمایا اگرچہ میں نے عہد کر لیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اذان نہ دوں گا مگر آپ کی خواہش آج ضرور پوری کروں گا۔ پھر آپ نے ایسی دل کش آواز میں اذان دی کہ سارے نمازی تڑپنے لگے اور حضرت عمر ؓ تو اتنا روئے کہ ہچکی بندھ گئی سب نگاہوں کے سامنے عہد رسالت کے مبارک زمانے کا نقشہ کھنچ گیا۔

حضرت سیدنا بلال ؓ عرصہ تک شام میں ہی اطمینان کے ساتھ رہتے سہتے رہے کہ ایک رات خواب میں رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی کہ اے بلال کب تک یہ خشک زندگی بسر کرتے رہو گے کیا وقت نہیں آیا کہ ہماری زیارت کرو۔ حضرت سیدنا بلال ؓ نے صبح اٹھتے ہی سفر کا انتظام کیا اور مدینہ منورہ کی راہ لی۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہو گیا تھا۔ حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مل کر بہت روئے۔ روضہ مبارک پر حاضر ہوئے تو مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ اور پروانے کی طرح آستانہ رسول ﷺ پر قربان ہونے لگے۔

لوگوں کی خواہش ہوئی کہ بلال ہمیں اذان سنا دیں لیکن وہ کہتے ہیں کس کو سناؤں کن کی طرف اشارہ کر کے اشهدان محمد رسول الله کہوں۔ لوگوں نے شہزادگانِ رسول ﷺ سے گزارش کی کہ آپ حضرت بلال سے کہہ دیں کہ وہ اذان پڑھیں اس لئے کہ وہ آپ کو بہت چاہتے ہیں۔ آپ لوگوں کا کہنا نہیں ٹال سکتے۔ ان صاحبزادوں نے آپ سے فرمائش کی کہ ایک دن صبح کی اذان دیجئے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی فرمائش رد نہ کر سکے۔ مسجد نبوی ﷺ کی چھت پر کھڑے ہو کر اس بلبل گلستان نبوت نے نغمہ توحید سنایا۔ مدینہ منورہ کی فضا میں جو اذان گونجی تو تمام لوگ تڑپ اٹھے۔ عورتیں اور بچے گھر سے نکل پڑے بچوں نے پوچھنا شروع

کر دیا حضرت بلال ؓ آگئے رسول اللہ ﷺ کب آئیں گے انہیں دیکھے عرصہ ہوگیا مدینہ کی فضا اب تک سوگوار ہے ہمارے کلیجے کی ہوک اب تک دبی نہیں لِلّٰہ کوئی ہمارے نبی کو بھی بلا دے ہماری آنکھیں ان کی زیارت کے لئے تڑپ رہی ہیں ہماری گلیاں مدینہ کی وادیاں کب تک سونی رہیں گی۔ ہم کب تک جدائی کے غم برداشت کرتے رہیں گے۔

ہر دل پھٹنے لگا رسول مقبول ﷺ کے رحلت کے اتنے دنوں بعد جو دلوں کو ذرا سکون ملا تھا وہ غم دوبارہ ابل پڑا۔

سسکیوں سے مدینے کی فضا لرز اٹھی اور جب اشہدان محمد رسول اللہ ﷺ کہتے ہوئے حضرت سیدنا بلال ؓ نے مسجد نبوی کی طرف اشارہ کیا تو درد و غم کا ایک دریا اُبل پڑا۔ مدینے کے باشی چیختے ہوئے بلک اٹھے۔ حضرت سیدنا بلال ؓ نے کلیجہ ہاتھوں سے تھام لیا اور اذان کے مینارے سے گر کر شہید ہوگئے عاشقان رسول تو دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ آنسوؤں سے ہر کسی کی داڑھی تر بتر ہوگئی۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

لیکن اسی اذان میں شہید ہونے کی بات صرف مولانا امام شہید مرحوم نے کی ہے اور یہ جمہور کے مزاج کے خلاف ہے۔ آپ کا وصال دمشق میں ہوا اور وہیں پر آپ کا مزار مشہور ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "مراۃ الجمال" میں۔

منظوم واقعہ مذکورہ

کسی صاحب دل نے قصہ مذکور کو نظم اردو میں ڈھالا۔ ناظرین کی نزہتہ نظر کے پیش نظر حاضر ہے۔

قصہ حضرت بلال ؓ

دل سے سنو دوستو یہ داستان
لکھتا ہے یوں راوی رنگیں بیان
عشق و محبت کی نشانی ہے یہ
عاشق صادق کی کہانی ہے یہ
ایک مؤذن تھا نبی کا بلال
ہجرت سے اُس ماہ کے گھٹتا جوں بلال
دام محبت میں گرفتار تھا
شیفتہ طرہ طرار تھا
تشنہ سرچشمہ دیدار تھا
نرگس بیمار کا بیمار تھا
خستہ ہو ابعد وفات نبی ﷺ
آہ کبھی کرتا تھا روتا کبھی
قدوحشت دل لگئی آرام جان
جاتی رہی طاقت وتاب وتواں
ہاتھ لگا بڑھنے گریباں تلک
کرتا تھا دل لگی آگ بجھی جاں تلک
دیکھ کر اس دلبر رعنا کی قبر
عشق غمگین کو نہ آتا تھا صبر

جب سے سنا تھا افسوس کدھر جاؤں میں
اس سے تو بہتر ہے کہ مر جاؤں میں
حیف مدینے میں رہے یہ بلال
اور اُسے دیکھے نہ وہ حسن و جمال
مرگ سے بدتر ہے مری زندگی
جینے سے اب مجھ کو ہے شرمندگی
وصل نہیں پاتا ہوں جیسے میں اب
میں نہیں رہنے کا مدینے میں اب
شیفتہ کا کل شب فام کو
دل کو جویا و آئی چلا شام کو
چھوٹ گیا دیس جو محبوب کا
شام کا ملک آنکھوں میں تاریک تھا
پھر صبح وطن تیرہ تراز شام تھی
کالی بلا شام ہوئی شام کی
لوگ لگے پوچھنے تم کون ہو
آئے ہو اس دیس میں کس کام کو
کس لئے یاں آئے ہو کیا کام ہے

رہتے ہو کس ملک میں کیا نام ہے
کیوں تمہیں بھایا ہے فقیری لباس
کس کے لئے رہتے ہو ہردم اداس
اس دل شیدا میں کس کا بروگ
اوڑھے ہوئے کالا سا کمل ہو کیوں
کون سا ہے عارضہ بیکل ہو کیوں
سن کے یہ تقریر دیا یوں جواب
عارضہ تو عشق ہے خانہ خراب
کیا کہوں پھر تم سے کہ میں کون ہوں
تازہ ہے دل پر مرے داغ جنوں
کام نہ دیکھو مرا ناکام ہوں
نام نہ پوچھو مرا گمنام ہوں
ذرۂ خورشید درخشاں ہوں میں
مورچہ راہِ سلیماں ہوں میں
دیس ہمارا کبھی آباد تھا
یہ دل ناشاد کبھی شاد تھا
فقر تو مقبول ہے دربار کا
خاص ہے تمغہ مری سرکار کا
اوڑھتا کمل تھا بڑا بادشاہ
جس کو نہ تھی دولت دنیا کی چاہ
کیسا شہنشاہ تھا عالی خصال

جیتے تھے ہم دیکھ کے جسکا جمال
اس تو واں خلد کی بستی بسی
ہم کو ستاتی ہے یہاں بیکسی
قافلہ سالار سفر کر گیا
قافلہ کو زیر و زبر کر گیا
فوج خدائی کا تھا وہ بادشاہ
وہ تو مرا ہو گیا لشکر تباہ
نام زباں پر مری آتا نہیں
دل میں مرے شوق سماتا نہیں
کہتا جو مسجد میں جاکر دواذان
نام کے سنتے ہی نکلتی ہے جان
عاشق ماتم زدہ سے جب پتہ
شام کے لوگوں کو اذاں کا ملا
بولے یہ سب جان گئے ہم تمہیں
کچھ کچھ پہچان گئے ہم تمہیں
نام ہے شاید کہ تمہارا بلال
ہجر ہم پر سے ہو آشفتہ حال
کیوں نہیں کہتے ہو کہ جینے سے تم
ہو کے خفا نکلے مدینے سے تم
کہنے لگا خیر جو کچھ ہوں سو ہوں
تھوڑی جگہ دو تو یہاں پڑ رہوں

بولے وہ سب لوگ کہ مثل نظر
آپ کا آنکھوں میں ہمارے ہے گھر
رہئے یہاں شوق سے آرام سے
ہم کو خبر دیجئے ہر کام سے
ہاا کہ ناکام ہے کام کیا
دل جو ہو بیمار تو آرام کیا
الغرض اس طور سے وہ یار بن
کرتا تھا فریاد و فغاں رات دن
کھانے کی پینے کی نہ تھی کچھ خبر
رونے سے بس کام تھا آٹھوں پہر
ہر شب ہجراں سے سوا یک شب
دل پہ زیادہ ہو ارنج وتعب
کہتا تھا اگر آہ میں ہوتا اثر
کچھ بھی تو اس شاہ کو ہوتی خبر
گر کشش من اثرے داشتے
یار بسویم گذرے داشتے
رفتی وپر وانہ رویش شدے
شمعہ اگر بال وپرے داشتے
کہ رخت از پر وہ بروں آمدی
شام محبت سحری داشتی
خاک پہ بسمل سا تڑپنے لگا

غم سے ناگاہ جو غش آگیا
آگ سی بھڑکی دل بیتاب میں
دولت دیدار ملی خواب میں
حسن خداداد دکھا یا اسے
چاند سا مکھڑا نظر آیا اسے
ماہ نہ تھا مہر شب افروز تھا
مہر نہ تھا نور تھا معبود کا
ماہ کہاں اور وہ صورت کہاں
مہر کہاں نور کی مورت کہاں
شام کی رونق ہوئی اس نور سے
حق کی تجلی تھی عیاں نور سے
دوش پہ جو کاکل شب فام تھی
اس کے پھنسانے کے لئے دام تھی
لوح جبیں نیمۂ ماہ تمام
ماہ جسے کرتا ہو جھک کر سلام
ابرو باریک جو خم دار تھے
قتل کو عشاق کے تلوار تھے
نرگس مخمور وہ میکش جسے
دیکھ کے سرمہ کی طرح دل پسے
سرخی وہ ڈوروں کی وہ سرمہ سیاہ
شوخی وہ آنکھوں کی وہ نیچی نگاہ
عاشق غمدیدہ کو تڑپا گئے
جس کی خدا کو بھی ادا بھا گئے

دیکھ کر اس گوہر دنداں کی تاب
دُرِ عرق شرم سے تھا غرق آب
برگ گل تازہ سے لب دیکھ کر
لعل یمن چھپا تھا خونِ جگر
موئے محاسن رخ تاباں کے گرد
شب تھی مگر مہر درخشاں کے گرد
قامت موزوں سے قیامت خجل
فتنۂ و آشوب جہاں منفعل
قدنہ تھا سرتا بقدم نور تھا
شمع سے سایہ بھی گریزاں ہوا
دیکھ کر اس شمع کو یہ بیقرار
کرتا تھا پروانہ جاں کو نثار
پاؤں پہ رکھ کر سر عجز و نیاز
عرض لگا کرنے کہ بندہ نواز
جب سے مدینہ ہے سدھارے
حضور جینے سے بیزار ہوں میں ناصبور
آپ مجھے بھول گئے اس قدر
بندہ مسکیں کی نہ لی کچھ خبر
رحم سے ارشاد ہو اے بلال
ہوش میں آ تیر اکدھر ہے خیال
وصل مرا گر تجھے مقصود تھا

تو میں ترے پاس ہی موجود تھا
مجھ پہ جفا تو نے کیا کس لئے
میرا وطن چھوڑدیا کس لئے
خاک سے اُٹھ قصد مدینہ کا کر
عمر دوروزہ یہ وہاں ہو بسر
پھر تو اسی جا سے سواری چلی
عاشق شیدا کو ہوئی بیکلی
چونک پڑا خواب سے خوابیدہ بخت
شہ کو نہ پایا نہ زمرد کا تخت
تازہ مزا وصل کا یاد آگیا
حجرۂ تاریک میں گھبرا گیا
پھر وہی وحشت تھی وہی اضطراب
پھر دل وحشی سے کیا یوں خطاب
یاں بھی جنوں کا نہیں جاتا خلل
پھر جو کہا اشھدان لاالہ الا
گم ہوا اللہ میں مانند آہ
ہوتا تھا عاشقِ یاسین سے
شین کا ہر لفظ ادا سین سے
شور ہوا عاشقِ یاسین سے
سین بھی یہ قابلِ تحسین ہے
آیا زباں پر جو محمد کا نام
تو میں ترے پاس ہی موجود تھا
مجھ پہ جفا تو نے کیا کس لئے

میرا وطن چھوڑدیا کس لئے
خاک سے اُٹھ قصد مدینہ کا کر
عمر دوروزہ یہ وہاں ہو بسر
پھر تو اسی جا سے سواری چلی
عاشق شیدا کو ہوئی بیکلی
چونک پڑا خواب سے خوابیدہ بخت
شہ کو نہ پایا نہ زمرد کا تخت
تازہ مزا وصل کا یاد آگیا
حجرۂ تاریک میں گھبرا گیا
پھر وہی وحشت تھی وہی اضطراب
پھر دل وحشی سے کیا یوں خطاب
یاں بھی جنوں کا نہیں جاتا خلل
پھر جو کہا اشھدان لاالہ الا
گم ہوا اللہ میں مانند آہ
ہوتا تھا عاشق یاسین سے
شین کا ہرلفظ ادا سین سے
شور ہوا عاشقِ یاسین سے
سین بھی یہ قابلِ تحسین ہے
آیا زباں پر جو محمد کا نام
بس لیا ہاتھوں سے کلیجے کو تھام
کہتے ہیں کوٹھے سے گرا بے خبر
گر گیا گرتے ہی خودی سے سفر
خاک پہ تڑپا جو وہ اندوہگیں

عرش کو جنبش ہوئی کانپی زمیں
عشق کا غم چارہ گر جاں ہوا
خانۂ محبوب کا مہماں ہوا
جاں گئی جان کے جویا کے پاس
پہنچا مریض اپنے مسیحا کے پاس
ذرہ ہوا مہرِ درخشاں میں گم
قطرہ ہوا چشمۂ حیواں میں گم
پیاسے نے دریا سے مُلاقات کی
خوب تلافی ہوئی مافات کی
چاہتے ہیں جس کو بلاتے ہیں یوں
شربتِ دیدار پلاتے ہیں یوں
حیف کہ ہم پھرتے ہیں شام وسحر
حرص کا کاسہ لئے یوں دربدر
گھر کے دلدار کے در کے ہوئے
ہم نہ ادھر کے نہ اُدھر کے ہوئے
رحمتِ عالم مجھے بلوایئے
رحم میرے حال پر فرمایئے
شربتِ دیدار پلا دیجئے
بہر خدا میری دوا کیجئے
ہند میں خاطر میری ناشاد ہے
جلد خبر لیجئے فریاد ہے
مجھ کو نہیں چاہیے باغ ارم
سر ہو میرا آوردۂ خاکِ قدم
خاکِ درت برسرما تاج بار
شب معراج بار

فائدہ: یہ واقعہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے دور سے سفر کرنے کے اثبات میں نقل کیا ہے ابن عساکر نے حضرت ابو الدرداء جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ آجکل تو جالی مبارک کو چومنے والوں کو حرام حرام کی آوازیں کسی جاتی ہیں لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حدیث مذکور میں مروی ہے کہ ومرغ وجهه عليه

(۳) اگرچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت اور آپ کی مزار شام میں مشہور ہے لیکن یہ واقعہ جسے مولانا غلام امام شہید نبیان فرمایا بظاہر تو صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ ﷺ نے متنبہ فرمایا تو پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزار رسول ﷺ چھوڑ کر واپس شام کو کیسے چلے گئے ہونگے۔

لیکن چونکہ جمہور قول سے یہ نامناسب ہے اسی لئے اس کو ترجیح دیکر یوں کہا جاسکتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت سکتہ طاری ہوا ہوگا جسے موت سے تعبیر کیا گیا۔ بعد از افاقہ انہیں شام پہونچایا گیا ہو۔ جہاں انکا وصال ہوا۔

(واللہ اعلم بالصواب)

(۴) یہ روایت سند جید کے ساتھ مندرج ذیل کتب میں ہے۔ وفاء الوفا، صفحہ 365، جلد 2۔ الکوکب المعنی، صفحہ 17 تا 18 وغیرہ وغیرہ۔

اذان بلال اور معجزہ

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سردی کے ایام میں ایک صبح کو اذان پڑھی تو کوئی بھی نمازی نہ آیا۔ دوبارہ اعلان کیا تو بھی کوئی نہ آیا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا "ماشانهم یا بلال" اے بلال انکا یہ حال۔ میں نے عرض کی سردی کی وجہ سے نہیں آسکے۔ آپ نے صحابہ کے لئے دعا فرمائی "اللهم اكسر عنهم البرد" اے اللہ ان سے سردی کا زور توڑ دے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں پھر میں نے انہیں دیکھا کہ وہ سخت سردی میں گرمی کی شدت سے پنکھے ہلاتے تھے (الوفاء لابن جوزی ص ۳۴۹، جلد ۱)

فائدہ: نبی پاک ﷺ معجزہ آپ کے اختیار کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سردی کا زور توڑ دیا آج ہم سردی ٹالنے کے کئی قسم کے اسباب بناتے ہیں لیکن ہمارے سے سردی مکمل طور ٹلنے کا نام نہیں لیتی۔ جو لوگ دم بھرتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ ہمارے جیسے مجبور ہیں وہ اپنے سے تو سردی توڑ کر دکھائیں۔

(۵) اذان بہ زمانہ آدم علیہ السلام

(۱) حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جب آدم علیہ السلام جنت سے ہند میں اتارے گئے تو گھبرائے۔ جبرئیل امین نے اذان دی جب سرکار کا نام پاک آیا تو آدم علیہ السلام نے پوچھا محمد کون ہیں؟ کہا۔ آپ کی اولاد میں سب سے آخری نبی ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء)

فائدہ: اس سے یہ واضح ہے کہ اذان حضرت آدم علیہ السلام کو خوش کرنے کیلئے سنائی گئی نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اذان سے حزن وملال اور گھبراہٹ دور ہوتی ہے اسی لئے اہلسنت قبر پر اذان پڑھتے ہیں کہ اس سے میت کو قبر کی وحشت سے خوشی اور سرور ملتا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "اذان بر قبر"۔

(۶) ایک دفعہ بنفسِ نفیس خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اذان دی۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ درمختار میں ضیاء کے حوالہ سے ہے کہ ایک سفر میں حضور ﷺ نے خود اذان دی اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نماز ادا کی اور اقامت بھی آپ نے پڑھی۔

امام ابن حجر کی تحفۃ الاسلام میں ہے کہ حضور ﷺ نے اذان دی تو تشہد میں اشهد انی رسول الله کہا۔ علامہ ابن حجر نے اس حدیث کی صحت کا انکار کیا ہے اور

یہ نص مفسر ہے جو قابلِ تاویل نہیں (فتاویٰ رضویہ)

فائدہ: اس میں رد ہے ان فقہا کا جو کہتے ہیں اگر نبی علیہ السلام اذان کہتے اور لوگ نماز کے لئے نہ آتے تو ان پر عذاب نازل ہو جاتا لیکن نبی پاک ﷺ نے عملی طور کر دکھلایا کہ اذان پڑھی تاکہ امت کے لئے سنت بن جائے وغیرہ وغیرہ۔

قبل از وقت اذان دیدی

حضرت انس ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت حضرت بلال نے قبل الفجر اذان دے دی تو حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا مینارہ یا بلند مقام پر اعلان کرو کہ عبد (بلال) سو گیا اور غافل ہو گیا اعلان کر کے کہنے لگے۔

"لیت بلالا لم تلدہ امہ ثم اذن حین اضاء الفجر"۔

(دارقطنی مرفوعا عن انس و مرسلا عن قتادہ)

ترجمہ: کاش بلال کو اس کی ماں نہ جنتی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح صادق ہونے پر دوبارہ اذان دی۔

اسی طرح طحاوی جلد ۱ ص ۱۸ مستدرک بیہقی جلد ۱ ص ۳۸۳ میں حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت بلال نے فجر سے پہلے اذان دے دی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

"ما حملک علیٰ ذالک قال استفظت وانا فی نوم فظننت ان الفجر طلع فامرہ النبی ﷺ ان ینادی بالمدینۃ ثلاثا ان العبد قد نام ثم اقعدہ الیٰ جنبہ حتیٰ طلع الفجر"

بلال تمہیں اس فعل پر کس نے اُبھارا۔ عرض کی حضور سو کر اٹھا مگر نیند میں تھا گمان کیا کہ صبح صادق ہوگئی۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ مدینہ میں تین بار اعلان کرو کہ بندہ سویا ہوا تھا۔ (یعنی نیند کی حالت میں تھا) پھر حضور ﷺ نے بلال کو اپنے پہلو

میں اٹھا کے دکھایا یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی۔

فائدہ: انہی احادیث سے احناف نے استدلال کیا ہے کہ اذان قبل الفجر مشروع نہیں ہے اور اگر غلطی سے دے دی گئی تو وقت ہونے پر دوبارہ دینی چاہیے۔ مزید تفصیل کے لیے طحاوی، عینی، فتح الباری، نیل الاوطار کا مطالعہ کیجئے۔

سحری کی اذان

(۱) "عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال لا یمنعن احدکم او احد منکم اذان بلال من سحورہ فانہ یؤذن او ینادی بلیل لیرجع قائمکم ولینبہ نائمکم"

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ بلال کی اذان سن کر سحری کھانے سے نہ رک جاؤ اس لئے کہ وہ رات ہوتے ہوئے اذان دیا کرتے ہیں تاکہ تہجد گزار لوگ لوٹ جائیں اور سوئے ہوئے لوگ بیدار ہو جائیں۔ (رواہ البخاری)

(۲) "عن عائشۃ عن النبی ﷺ ان بلال لا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتیٰ یؤذن ابن ام کتوم"

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں تم کھاتے پیتے رہو جب تک کہ ابن ام مکتوم اذان نہ دیں۔

(۳) "عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان بلالا کان یؤذن بلیل فقال رسول اللہ ﷺ کلوا واشربو حتیٰ یؤذن ابن ام مکتوم فانہ لایؤذن حتیٰ یطلع الفجر"

یعنی حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ بلال رات ہوتے ہوئے اذان دیا کرتے تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم کھانا پینا موقوف نہ کرو جب تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان نہ سن لو۔ وہ بغیر صبح صادق طلوع ہوئے اذان نہیں دیتے۔

(۴) چوتھی حدیث مشکوۃ اصح المطابع لکھنؤ جلد اول صفحہ ۶۶ "عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ان بلالا ینادی بلیل فکلوا واشربوا حتی ینادی ابن ام مکتوم وکان ابن ام مکتوم رجلا اعمی لاینادی حتی یقال اصبحت اصبحت" (متفق علیہ)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلال رات ہوتے ہوئے اذان دیا کرتے ہیں تم کھاتے پیتے رہو جب تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان نہ سن لو اور ابن ام مکتوم نابینا آدمی تھے جب تک کہ ان سے کئی مرتبہ نہ کہیں کہ صبح صادق طلوع ہو چکی ہے تب تک وہ اذان نہ دیتے تھے۔

بدعتِ وہابیہ

غیر مقلدین وہابیہ کی بدعت میں سے ایک بدعت یہ بھی ہے کہ حضرت بلال کو حضور ﷺ نے سحری کے وقت روزہ داروں کو جگانے کے لیے اذان دینے پر مقرر کیا تھا۔ لہٰذا اس مقصد کے لیے یہ اذان سنت ہے۔ اس اذان کی مسنونیت کے اثبات میں غیر مقلدین نے رسالے لکھے۔ منجملہ ان کے ایک رسالہ "اذانِ محمدی" فقیر کے سامنے ہے۔ اس کے مصنف کے لئے ٹائیٹل پر یہ عبارت لکھی گئی ہے،

الحمدللہ کہ یہ رسالہ ہدایت مقالہ

مصنفہ

خطیب ہند حضرت مولانا مولوی محمد بن ابراہیم صاحب جونا گڈھی

بنام

اذانِ محمدی ﷺ

جس میں ایک مردہ سنت کو زندہ کیا گیا ہے یعنی ماہ رمضان المبارک میں اذان سحری کی سنت کو صحیح حدیثوں سے ثابت کیا گیا ہے،

اور مخالفین کی پوری تردید کی گئی ہے۔

التماس: اویسی نے کہا کہ اس رسالے کا نام "اذانِ محمدی" ہے تو پھر اس پر ﷺ لکھنے کا کیا معنیٰ؟ یہ بھی علمی خامی ہے کہ رسالہ کے نام باسم آپ ﷺ پر درود پڑھا لکھا جائے، یا ایسے ہے جیسے کسی کا نام محمد ہو تو لکھا جائے محمد ﷺ وغیرہ وغیرہ۔

اس رسالہ کا ناشر ہے،

مکتبہ شعیب حدیث منزل، کراچی

تعارف مکتبہ

یہ وہی مکتبہ ہے جس نے غنیۃ الطالبین شائع کی جسکا اشتہار اسی رسالہ کے آخری صفحہ پر یوں ہے:

غنیۃ الطالبین مترجم

مع فتوح الغیب عربی اردو

کا

دوسرا ایڈیشن

الحمدللہ چھپ کر مارکیٹ میں آگیا ہے۔

یہ محبوب سبحانی عامل روحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی قابل قدر شہرہ آفاق تالیف ہے۔ یہ کتاب صرف اردو میں ملتی تھی مگر ہم نے احباب کے اصرار اور خواہش پر بصرف زر کثیر اس کو عربی اردو میں طبع کرایا ہے ہے اور پیر صاحب کی دوسری کتاب فتوح الغیب عربی۔ اردو بھی ہم نے ساتھ ہی چھپوالی ہے۔ عربی کی تمام عبارت پر۔ زبر۔ زیر۔ پیش۔ مد۔ جزم۔ تشدید۔ وغیرہ سب اعراب لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب کی صحت محترم حضرت مولانا ہاشمی صاحب نے فرمائی ہے۔

دو جلدوں میں کامل مجلد۔ قیمت فی جلد بارہ ۱۲ روپے کامل چوبیس ۲۴ روپے
ضخیم کتابیں بار بار نہیں چھپا کرتیں۔ کتاب محدود تعداد میں طبع ہوئی ہے۔ آج
ہی پتہ ذیل سے طلب فرمایئے۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ شعیب حدیث منزل کراچی نمبرا

کارنامہ

اس مکتبہ کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ غنیۃ الطالبین میں بیس رکعت تراویح کو اُڑا کر
آٹھ رکعات تراویح چھاپ دی۔ تاکہ عوام سمجھیں کہ حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی وہابی تھے۔ فقیر نے ان کے غلط نظریہ کے رد میں لکھا ''کیا غوثِ اعظم
وہابی تھے؟''۔

سنت یا بدعت

اذان سحری کو بایں معنی سنت کہنا کہ رمضان میں سحری کے لئے اذان کہنا سنت
رسول ﷺ ہے چنانچہ یہی مصنف لکھتا ہے:

ان مردہ سنتوں میں سے ایک سنت سحری کے وقت کی اذان ہے یہ اذان رسول
اللہ ﷺ کے زمانہ میں برابر دی جاتی تھی، صحاح ستہ اور ان کے علاوہ عموماً حدیث کی
کتابوں میں اذان سحری کی روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے (اذانِ محمدی،
صفحہ ۳) پھر وہی احادیث نقل کیں جو اوپر فقیر نے اذانِ بلالی میں لکھی ہیں۔

اس کو مردہ سنت کہہ کر اور پر مردہ سنت کے احیاء کے لئے زور دیا اور اپنی ایجاد
بدعت کو سنت کہکر اس کے خلاف کرنے والوں کو کوسا۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ ایک فاسق
فاجر شرابی کبابی مشرک کافر سے انہیں اتنی عداوت نہ ہوگی جتنی کہ ایک غریب مسلمان
عاملِ سنت سے۔ جہاں تک بھی بس چلے گا اس سنت اور اس کے عاملوں کے مٹانے
کے درپے رہیں گے یہاں تک عوام الناس اور بعض دنیا طلب مولویوں نے اللہ تعالیٰ

... ہے اور پاک دین کو بگاڑا کہ سنت بدعت اور بدعت سنت معلوم ہونے لگی۔
اذان پر عمل متروک ہو گیا اور ان کے قائم مقام بدعتیں ایجاد کر لی گئیں جن پر دھڑلے
سے عمل ہو رہا ہے بلکہ سنت کو مٹانے کے لئے اپنی ایڑی چوٹی تک کا زور لگا دیتے ہیں۔
مگر اے فدائیانِ سنت آؤ تمہیں ایک خوشخبری سناؤں ''قال رسول اللہ ﷺ من
تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید ''یعنی جس شخص نے
اس وقت میری سنتوں پر عمل کیا اور اسے مضبوط پکڑا جب کہ لوگوں نے اس پر عمل چھوڑ
رکھا ہو تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا اور فرمایا ''من احییٰ سنة من سنتی قد
امیتت بعدی وان له من الاجر مثل اجر من عمل بها من الناس الخ
''یعنی جو شخص میری سنتوں میں سے کسی ایسی سنت پر عمل کرنا شروع کرے اور اسے
پھیلائے کہ جس پر لوگوں نے عمل کرنا چھوڑ رکھا ہو تو اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل
کریں گے ان سب کے برابر اس ایک کو ثواب ہوگا۔''

بدعت وہابیہ پر زور

اذان محمدی کے مصنف نے مذکورہ بالا احادیث لکھنے کے بعد بدعت کو ثابت
کرتے ہوئے لکھا ہے ان احادیث کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔ غرض کہ
رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں ہمیشہ دو اذانیں ہوا کرتی تھیں۔
ایک سحری اور انتظام سحری شروع کرنے کی اور اس کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تھے۔ اور دوسری سحری موقوف کرنے اور نماز فجر شروع کرنے کی اور اس کے
مؤذن حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جب کوئی کام رسول اللہ
ﷺ سے ثابت ہو جائے پھر کسی مسلمان کو اس میں دم مارنے اور چون وچرا کرنے کی
گنجائش نہیں۔ اور جو لوگ باوجود ثابت ہونے کے پھر بھی اس سے دل میں رکھیں یا
اس فعل کو برا بتلائیں یا اس سے انکار کریں وہ لوگ خدا کے نزدیک مسلمان نہیں چنانچہ

فرمایا "فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما" "یعنی جب تک لوگ تمام اپنے آپس کے جھگڑوں میں ہمارے نبی ﷺ کے فیصلوں کو جی کھول کر بغیر دل کی تنگی کے بکشادہ پیشانی قبول نہ کرلیں تب تک خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں ہونے کے۔ اس سنت کے خلاف علمائے دہلی کا ایک مطبوعہ فتویٰ نظر سے:

مجیب حضرات نے اس اذان کے ہونے کا تو اقرار کیا ہے مگر بعضوں نے حیلے حوالوں سے اس سنت کو ٹالنے اور مٹانے کی کوشش کی ہے۔ وہ فتویٰ بجنسہ درج ذیل ہے اور ہم نے اس کے بعد متقدمین محدثین وغیرہ کی تحقیق اور ان کا مقرر کردہ وقت بھی بتلایا ہے گویا اس فتوے کو بالکل صاف کردیا ہے اور کوشش کی ہے کہ حق نتھر جائے" واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم"۔

الجواب

فجر سے پہلے اذان کہنے میں علماء کی بڑی بحث ہے جس کی تفصیل میں طول ہے۔ صحاح ستہ اور فتح الباری اور نیل الاوطار اور نصب الرایہ اور درایہ وغیرہ میں اس کا خلاصہ یہ ہے جس سے سب حدیثوں میں جمع اور تطبیق بھی ہو جاتی ہے کہ اذان قبل فجر یعنی صبح صادق سے پہلے ضروری اور فرض تو نہیں، ہاں جائز ومسنون ہے مگر یاد رہے کہ یہ اذان صبح صادق سے چند منٹ ہی پیشتر ہونی چاہئے زیادہ نہیں۔ اس صورت میں کسی کی سحری میں بھی نقصان نہیں۔ عہد نبوی میں یہ اذان ایسے ہی مشتبہ وقت میں ہوا کرتی تھی اس لئے کہ یہ اذان اس امر کی تنبیہ ہے کہ اب شب کا خاتمہ ہے اور فجر عنقریب ہونے والی ہے جلدی سے کھا پی لیا جائے، سوتے جاگ اٹھیں اور تہجد خواں آرام کرلیں۔ یہ نہیں کہ گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے صبح صادق سے اذان پڑھ دیں جس سے لوگوں کے روزوں میں خلل ہو کس لئے کہ نووی وغیرہ جن لوگوں نے حدیث سے اس

امر کا استنباط کیا ہے تو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کا رد کردیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ امر حدیث کے خلاف ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔

"عن ابن مسعود قال قال النبی ﷺ لایمنعن احد کم اذان بلال من سحورہ فانہ یؤذن بلیل یرجع قائمکم ویوقظ نائمکم اخرجہ احمد والشیخان واصحب السنن الا الترمذی وعن عائشۃ قالت ان بلالا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی یؤذن ابن ام مکتوم اخرجہ احمد والبخاری ومسلم ولمسلم لم یکن بینھما الا ان ینزل ھذا ویرقی ھذا وھذہ الزیادۃ ذکرھا البخاری ایضا فی الصیام بلفظ قال القاسم ای فی روایۃ عن عائشۃ کما فی النسائی وغیرہ قال الحافظ وفی ھذا تقیید لما اطلق فی الروایات الاخری من قولہ ان بلالا یؤذن بلیل ونقل عن ابی دقیق العید انہ قال فی تقریرہ ھذا یدل علی تقارب وقت اذان بلال من الفجر قال الحافظ ویقویہ ماتقدم من ان الحکمۃ فی مشروعیۃ التاھب لادراک الصبح فی اول وقتھا انتھی ھذا واللہ اعلم بالصواب قالہ بفمہ ونمقہ بقلمہ ابو سعید محمد شرف الدین مقیم دھلی پہاڑے اصلی"

ھوالموفق

احادیث میں بصراحت موجود ہے کہ اذان بلال جو صبح صادق سے پہلے ہوتی تھی اس کی غرض یہ تھی کہ تہجد پڑھنے والے تہجد ختم کرکے آرام کرلیں اور سونے والے ہوشیار ہوکر سحری وغیرہ کا بندوبست کرلیں اور کھالیں اور باوجود اس کے دونوں اذانوں میں زیادہ فاصلہ بھی نہ تھا۔

پس صورت مذکورۂ سوال جب اذان مذکورہ ان دشواریوں کو پیدا کرتی ہے

اورلوگوں سے روزے ترک کروادیتی ہے تو ایسی اذان کو اگرچہ وہ جائز بھی ہو رفع شر
کے لحاظ سے چھوڑ دینا بہتر ہے، نہ صرف بہتر بلکہ کسی درجہ میں ضروری بھی ہے۔خود
رسول مقبول ﷺ نے بعض جائز بلکہ اپنے پسندیدہ امور کو فتنہ عوام کی وجہ سے ترک
فرمادیا ہے اور آج کل وہ فائدے جو اذان مذکور سے عہد نبوی میں مقصود ہوتے تھے
جامع مسجد کے لوگوں سے حاصل ہوجاتے ہیں ان کی تحصیل کی چنداں ضرورت بھی
نہیں ہے۔

کتبہ محمد کفایت اللہ سنہری مسجد دہلی

الجواب صحیح یقال لہ ابراھیم

مطلقاً اذان پچھلے کو مسنون نہیں ہے بلکہ مسنون وہی اذان ہے جیسا کہ رسول
اللہ ﷺ کے زمانے میں یا صحابہ کے وقت میں ہوتا تھا یعنی چند منٹ صبح سے پیشتر
ہوتی تھی اس غرض سے کہ سونے والے کو متنبہ کریں اور جو تہجد میں مشغول ہیں ان کو باز
رکھیں۔اگر اب بھی اس طریقہ سے کہا جائے تو مسنون ہے ورنہ بدعت ''کما لا یخفی
علی الماھر '' اور فی زمانہ جیسا غلو دین میں کررکھا ہے چاہے وہ فعل مطابق فعل نبی
کے ہو یا نہ ہو سب سنت ہے تو ایسی سنت سے پرہیز بہتر ہے۔واللہ اعلم

سید محمد عبدالحفیظ　　　حررہ السید محمد عبدالحفیظ

تبصرہ اویسی غفرلہٗ

یہ فتاویٰ دیوبندی فرقہ کے فضلاء کا ہے وہ بھی غیر مقلدین کے اس عمل کو
بایں معنیٰ بدعت لکھ رہے ہیں۔اور یہی فقیر نے کہا ہے اور ہمارے علماء کرام اہلسنت
بریلوی کا بھی یہی موقف ہے چنانچہ علامہ سید محمد احمد رضوی مرحوم فیوض الباری شرح
البخاری جلد ۳،ص ۲۸۶ میں لکھتے ہیں:

ہمارے زمانے کے غیر مقلدین وہابی حضرات نے بخاری کی زیر بحث احادیث
سے یہ انوکھا استدلال کیا بلکہ اس پر عمل شروع کردیا ہے کہ حضرت بلال کو حضور نے
سحری کے وقت روزہ داروں کو جگانے کے لئے اذان دینے پر مقرر کیا تھا لہٰذا اس
مقصد کے لئے یہ اذان ہے اور اسکو پھر جاری کرنا چاہیے۔اس کے بعد احادیث کا صحیح
موقف بیان فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ کی جس قدر روایتیں ہیں ان میں کسی روایت
سے بھی مذکورہ بالا مطلب ثابت نہیں ہوتا۔اور نہ شارحین کرام میں سے کسی نے یہ استد
لال کیا ہے۔چنانچہ اس مضمون کی حدیثوں سے ائمہ کرام جیہ استدلال کیا ہے۔چنانچہ
اس مضمون کی حدیثوں سے ائمہ کرام نے یہ استدلال تو کیا کہ اذان قبل الفجر جائز ہے یا
نہیں۔اگر جائز ہے تو پہلی کافی ہے یا دوبارہ ضروری ہے مگر کسی شارح یا محدث نے یہ
استدلال کیا ہی نہیں کہ حضرت بلال کی اذان سحری کو جگانے کے لئے ہوا کرتی تھی
چنانچہ علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے تصریح کی کہ نماز فجر اگر نیند کے بعد آتی ہے اس لیے
مناسب ہوا کہ ایک شخص مقرر کردیا جائے جو فجر کا وقت آنے سے پہلے لوگوں کو جگایا
کرے تاکہ لوگ نماز فجر کے لیے تیاری کرلیں اور اوّل وقت کی فضیلت حاصل کریں۔

(فتح الباری جلد۲،ص ۸۳)

علامہ ابن حجر کی اس تصریح سے ثابت ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
اذان کا مقصد نماز فجر کے لئے اُٹھانا تھا۔سحری کے لئے جگانا نہ تھا۔ہاں یہ اعمال ضمنی
طور پر ادا کیے جاسکتے ہیں یعنی حضرت بلال کی اذان کے بعد چونکہ رات کا کچھ وقت
باقی رہتا تھا۔اس لیے اگر کسی کے تہجد یا وتر رہ گئے ہوں تو پڑھ سکتا تھا۔اسی طرح اگر
روزہ رکھنا ہو تو سحری کھا سکتا تھا۔یا اگر رمضان کا مہینہ آگیا ہے اور سحری نہیں کھائی ہے
تو کھا سکتا ہے اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا کہ بلال کی اذان تمہیں دھوکہ میں نہ
ڈالے۔کھاؤ پیو ابھی وقت باقی ہے۔غرضیکہ سحری کھانا تہجد پڑھنا وغیرہ تو ضمنی باتیں
ہیں۔اذان کی غرض وغایت ان امور کی ادائیگی کے لیے نہ تھی۔چنانچہ تمام شارحین

حدیث نے یہ مانا ہے کہ یہ اذان ماہِ رمضان سے خاص نہ تھی۔ خود حضور علیہ السلام نے اس اذان کی غرض وغایت جو بیان فرمائی وہ یہ ہے۔ "لیرجع قائمکم ولینبہ نائمکم" کہ یہ اذان اس لیے ہے کہ تمہارا تہجد گذار اپنی نماز تہجد سے فارغ ہو کر کچھ دیر آرام کرلے اور جو سو رہا ہے وہ جاگ جائے۔ جس سے واضح ہوا کہ یہ اذان سحری کے لیے جگانے کو نہ تھی بلکہ نماز فجر کے لیے اٹھانے اور اس کی تیاری کے لیے تھی۔ چنانچہ شارحین نے لکھا۔ معناہ یرد القائم ای المتھجد الیٰ راحتہ لیقوم الیٰ صلوٰۃ الصبح نشیطا اور یتسحران کان لہ حاجۃ الیٰ الصیام ویوقظ النائم لیتاھب للصلوٰۃ بالغسل والوضوء علامہ نوری نے لکھا اوسعور ان ارادالصوم (نیل الاوطار صفحہ ۴۹ جلد ۲، نووی جلد ا ص ۳۵۰ عینی جلد ۲ ص ۶۵۴ فتح الباری جلد ۲ ص ۲۸۳ ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ اذان اس لئے تھی کہ تہجد پڑھنے والا نماز پوری کرکے ذرا آرام کرلے تاکہ نماز صبح کے لئے خوش وخرم اٹھے اگر روزہ کی حاجت ہو یا روزہ کا ارادہ ہو تو سحری کھالے اور جو سو رہا ہے وہ جاگ جائے تاکہ نماز فجر کے لئے غسل وضوء اطمینان سے ہوسکے۔ دیکھئے شارحین نے یہ تصریح کی کہ اگر روزہ کی حاجت ہو یا ارادہ ہو تو سحری کھالے ظاہر ہے کہ اگر رمضان آجائے اور روزہ فرض ہوجائے تو پھر ارادہ ہوا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جس سے واضح ہوا کہ احادیث زیر بحث میں اذان بلالی سحری جگانے کے لئے نہ تھی اور نہ رمضان سے خاص تھی غرض کہ کسی بھی شارح نے احادیث زیر بحث سے یہ نتیجہ نہیں نکالا کہ اذان سحری کے لئے تھی اور یہ کہ اس مقصد کے لئے اذان کو جاری رکھنا سنت ہے۔

(فیوض الباری جلد ۳، ص ۲۸۷)

نجدیوں کیطرف سے تردید

وہابی غیر مقلدین اپنے امور شرعیہ کا مرکز نجد کو مانتے ہیں بلکہ اس کی پیروی پر فخر کرتے اور نازاں ہو کر کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب "حرمین طیبین" کے مطابق ہے اگر وہ

اس قول میں سچے ہیں تو پھر ہماری بات نہیں مانتے تو اپنے مرکز نجد کی مانیں کہ حرمین میں رمضان کے علاوہ بھی ایک اذان قبل از طلوع فجر تہجد وغیرہ کے لئے ہوتی ہے دوسری طلوع فجر کے بعد ہوتی ہے اگر یہ اذان قبل طلوع فجر صرف سحری کے جگانے کے لئے ہے تو پھر مرکز نجد میں یہ اذان غیر رمضان میں رکوادیں۔ ثابت ہوا کہ غیر مقلدین وہابیوں کی بدعات سیئہ میں ایک بدعت یہ بھی ہے کہ اذان قبل طلوع فجر کو صرف سحری جگانے کے لئے بتانا۔

فقیر نے اذان بلالی کی تعداد مختصر عرض کی ہے تاکہ رسالہ ضخیم نہ ہو یہ صرف چند نمونے صرف یادگار حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور پاکستان

۲۲ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

آخری اذان

حضور سرورِ عالم ﷺ کو ایک روز آنے میں دیر ہوئی تو اضطراب میں بلال کی زبان سے بے ساختہ" الصلوٰت خیر من النوم "نکل آیا۔ آقا یہ سنتے ہی صحن میں آگئے اور یہ جملہ جو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے اُمت کی تعلیم کے لئے کسی غیبی قوت نے کہلوایا تھا۔ سرکارِ دوعالم کو بہت پسند آئے۔ اور اس دن کے بعد اس کلمے کو فجر کی اذان میں بڑھانے کا حکم دے دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذانوں کا سلسلہ وصالِ نبوی ﷺ تک مدینہ طیبہ میں جاری رہا۔ سرورِ کائنات کو آغوشِ لحد میں آسودہ کیا گیا۔ تو حضرت بلال نے مٹی اپنے ہاتھ سے ہموار کر کے ہاتھوں سے اس پر پانی چھڑکا اور غمگین دل سے اس دور کی آخری اذان پڑھی جوں ہی "اشھدان محمد الرسول اللہ" کی تکرار کی تو نڈھال ہو کر گر پڑے اس دن کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق کی بے حد التجاؤں کے باوجود اذان پڑھنے سے معافی چاہی۔ اور رو رو کر کہا کہ مجھے اس کے لئے مجبور نہ کیا جائے۔ آقا ﷺ کے پردہ فرمالینے کے بعد میں یہ خدمت انجام نہ دے سکوں گا۔ وصالِ نبوی ﷺ کے بعد بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدینہ سے باہر جانے کی اجازت چاہی۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق نے بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا۔ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا اور اس کے حبیب کا واسطہ مجھے چھوڑ کر کہیں نہ جاؤ تیری جدائی مجھ سے برداشت نہ ہوگی۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ سن کر مزید اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا اور آخرکار ۱۳ھ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روکا نہ جاسکا اور وہ اسلامی لشکر سے علیحدہ ہوگئے اور غولان نامی ایک قصبہ میں مستقل رہائش اختیار کرلی۔ اور کھیتی باڑی میں مشغول ہوگئے خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے حضرت بلال رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ کی رقم برابر ملتی رہی۔ ایک رات حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا کہ آقائے دوجہاں ﷺ ان سے فرما رہے ہیں کہ اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا ابھی وقت نہیں ہوا کہ تم ہماری زیارت کو آؤ۔ یہ خواب دیکھتے ہی غلام اپنے آقا کے حضور میں چل دیئے۔ دل میں اضطراب لئے پتھروں پر گرتا سنبھلتا اپنی منزل تک جا پہنچا۔ عشقِ رسول ﷺ نے سبز گنبد کی چوکھٹ پر سر رکھ کر آنسوؤں کے سارے دریا بہا دیئے۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح تمام مدینہ میں پھیل گئی لوگ جوق در جوق حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے کے لئے مسجد نبوی ﷺ کی طرف آرہے تھے۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اپنے نانا کے غلام بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں صاحبزادوں کو گلے سے لگایا اور ان کی پیشانی کو بار بار چومتے رہے نماز کا وقت ہونے والا تھا۔ لوگوں نے شہزادگانِ رسالت کو مجبور کیا کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کے لئے کہیں۔ نواسے حکم دیں تو نانا کے غلام کی کیا مجال کہ ٹال سکیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور سرمستی کے عالم میں اپنی زندگی کی آخری اذان کا آغاز کیا فلک کے دریچے کھل گئے فرشتوں نے جھانک کر دیکھا کہ ہاں یقیناً یہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی آواز ہے۔ اے گردشِ ایام تھم جا رک کیا کہ پھر شاید یہ لمحہ قیامت تک نہ آئے جس وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روضہ اقدس کی طرف اشارہ کرکے "اشھدو ان محمد اوسول اللہ" کی تکرار کی تو مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ یہی محسوس کیا جا رہا تھا کہ آفتابِ رسالت ﷺ نے آج ہی پردہ فرمایا ہے لوگوں کی طبیعتیں بے قابو ہوگئیں حضور ﷺ کا عہدِ مبارک یاد آگیا۔ مسلمان روتے روتے بے تاب ہوگئے۔ عورتیں گریہ زاری کرتی ہوئیں گھروں سے آگئیں سنانے والا زبانِ حال سے بیتے ہوئے

دنوں کی داستان دہرا رہا تھا سننے والوں کی روحیں ستاروں سے اوپر پرواز کر رہی تھیں یہ حالت دیکھ کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ اذان کا سلسلہ ختم کر دیں لیکن آخر کار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشکل اذان کو پورا کیا نماز کے بعد بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر تک مسجد نبوی ﷺ میں ٹھہرے رہے پھر اپنی منزل یعنی دمشق کی جانب چل دیئے۔

وصال

ایک دن کھیت میں کام کرتے کرتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت ناساز ہوئی گھر پہنچے تو یکا یک حالت غیر ہوگئی یہ حالت دیکھ کر اہلیہ محترمہ رونے لگیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تسلی دی اور فرمایا۔ انتظار اور جدائی کی گھڑیاں ختم ہوگئیں کل ان شاء اللہ میں اپنے آقا ﷺ کے حضور میں پہنچ جاؤں گا۔ اللہ کی شان ایسا ہی ہو ادوسرے روز بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحلت فرماگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تریسٹھ سال کی عمر پا کر وفات پائی اور دمشق میں باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رحلت فرما جانے کی خبر سن کر خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مات الیوم سیدنا آج ہمارا سردار فوت ہوگیا ہے۔

میدان حشر میں اذان بلالی

کثیر بن مرہ حضرمی روایت کرتے ہیں کہ:

قال رسول اللہ ﷺ تبعث ناقۃ ثمود الصالح فیرکبھا من عندہ قبرہ حتی توافی بہ المحشر قال معاذ وانت ترکب العضباء یا رسول اللہ وبعث بلال علیہ ناقۃ من نوق الجنۃ ینادی علیٰ ظہرھا بالاذان فاذا سمعت الانبیاء وامہما اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد رسول اللہ قالوا ونحن نشھد علیٰ ذالک۔

ہیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا صالح علیہ السلام کے لئے ناقہ ثمود لایا جائیگا وہ اپنے مزار سے اس پر سوار ہو کر میدان حشر میں آئیں گے۔ حضرت معاذ نے عرض کی حضور پھر آپ تو عضبا ناقہ پر سوار ہوں گے۔ فرمایا اس پر تو میری صاحبزادی سوار ہوگی میں براق پر تشریف رکھوں گا جو اس روز سب انبیاء علیہم السلام سے الگ خاص مجھی کو عطا ہوگی اور ایک جنتی اونٹنی پر بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سوار ہوں گے اور اس پر سوار ہو کر اذان دیں گے۔ جب انبیاء اور ان کی امتیں ''اشھدان لاالہ الا اللہ واشھدان محمدا رسول اللہ'' سنیں گے تو بول اٹھیں گے کہ ہم بھی اس کی گواہی دیتے ہیں۔ (الوفالابن الجوزی ص ۸۱۵)

طنز وہابی جواب اویسی غفرلہ

کہا جاتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ صبح کی اذان نہ دی لوگ پریشان ہو گئے کہ آج رات لمبی کیوں ہوگئی ہے۔ کسی نے کہا کہ بلال کی اذان کے بغیر سورج طلوع نہ ہوگا۔ چنانچہ لوگوں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر اذان کی درخواست کی تو سورج طلوع ہوگیا یہ جھوٹا قصہ عوام میں مشہور ہے اور اس پر قوالی کہی جاتی ہے۔

حضرت بلال نے جو اذان سحر نہ دی
قدرت خدا کی دیکھو نہ مطلق سحر ہوئی

ہم صحیح مسلم شریف کی روایت سے حضرت بلال کا صحیح واقعہ نقل کرتے ہیں جو مذکورہ بالا قصہ کے بالکل برعکس ہے۔

ایک رات خیبر سے واپسی پر آنحضرت نے راستے میں صحابہ کے ساتھ پڑاؤ کیا۔ حضرت بلال کو ڈیوٹی پر مامور کیا گیا کہ وہ ساری رات جاگیں اور صبح نماز کے لئے جگائیں۔ رسول اکرم ﷺ اور دیگر صحابہ سفر کی تھکاوٹ کے باعث فوراً سوگئے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات بھر پہرہ دیتے رہے۔ صبح صادق کے قریب انہیں بھی نیند کا اتنا شدید غلبہ ہوا کہ وہ بھی سو گئے۔ حتیٰ کہ سورج نکل آیا اور اسکی تمازت سے اللہ کے رسول جاگ گئے۔ دیکھا کہ بلال بھی سو گئے ہیں۔ آپ نے بلال کو اٹھایا اور پوچھا کہ بلال آپ کو کیا ہوا۔ حضرت بلال نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ "میرے نفس پر بھی وہی چیز غالب آگئی جو آپ کے نفس پر غالب آئی" یعنی نیند نے آپ کو سلا دیا تو مجھے بھی سلا دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس علاقے سے فوراً نکل جانے کا حکم دیا۔ تھوڑی دور جا کر صحابہ نے وضو کیا حضرت بلال کو حکم ہوا کہ وہ تکبیر کہیں۔ آپ نے جماعت کروائی اور نماز کے بعد فرمایا جو شخص نماز بھول جائے جس وقت یاد آئے اسی وقت پڑھ لے۔"

تبصرہ اویسی غفرلہ

یہ مضمون غیر مقلدین وہابیہ کے ایک رسالہ سے لیا گیا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعہ مذکورہ مع حوالہ اور تحقیق فقیر نے صدائے نوی شرح مثنوی معنوی میں عرض کی ہے۔ البتہ مجھے مخالفین کی روایت کردہ حدیث پر کچھ کہنا ہے وہ اس لئے کہ مخالفین دھوکہ دینے میں بہت بڑے مشاق ہیں حدیث کا نام لیکر اپنی مرضی جو سراسر دین سے مذاق بلکہ یہودیانہ روش ہے۔ فقیر مفصل کے اصل حدیث شریف اسی مشکوٰۃ سے نقل کرتا ہے جس کا مخالف نے نام لیکر دھوکہ کیا ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں اصل حدیث شریف پیش کرتا ہوں اور تفصیل بھی۔ اصطلاح محدثین میں یہ واقعہ قصۃ التعریس سے مشہور ہے۔

قصہ تعریس

تعریس آخر شب میں سونے کے لئے مسافر کے اُترنے اور ٹھہرنے کو کہتے ہیں۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ پر غزوہ خیبر کی

واپسی میں ایک رات سفر میں نیند کا غلبہ ہوا تو حضور نے آخر شب میں خواب استراحت کے لئے قیام فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ ہم سو جائیں تو ہمارے لئے رات کی نگہبانی کرنا اور جاگتے رہنا جب صبح ہو جائے تو ہمیں بیدار کر دینا تاکہ صبح کی نماز ہاتھ سے نہ جائے۔ لیکن نماز تہجد سونے سے پہلے ادا فرمائی تھی یہاں تک کہ نیند کا اتنا غلبہ ہوا کہ اس نے مہلت نہ دی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب بیداری کے لئے آمادہ ہوئے اور نماز میں مشغول ہو گئے اور اتنی نمازیں پڑھیں جتنی خدا نے اُن کو توفیق دی اور حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے سو گئے۔ روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تاکیداً فرمایا تھا کہ اے بلال اپنی آنکھوں کو نیند سے خبردار رکھنا۔ یہ بار گراں حضرت بلال کی گردن پر پڑا۔ جب صبح کا وقت قریب ہوا تو حضرت بلال نے اپنے کجاوے سے ٹیک لگالی اور طلوع فجر کی طرف متوجہ ہوئے اور غور سے آسمان کی طرف دیکھنے لگے کہ اچانک حضرت بلال کی آنکھ بوجھل ہونے لگی اور بے اختیار نیند آگئی حالانکہ اپنے اونٹ سے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی دستار کو کھول کر اس سے احتباء کیا چنانچہ نہ حضور اکرم ﷺ ہی بیدار ہوئے اور نہ کوئی اور صحابی یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا اس کے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور حضور سونے اور نماز کے فوت ہو جانے سے حق تعالیٰ کے قہر و جلال سے اور اس کی تجلی سے ڈرے۔ حضور کے بعد اور حضرات بھی بیدار ہو گئے۔ حضور نے بلال کو آواز دی اور فرمایا کہ اے بلال یہ کیا ہوا تم کیوں سو گئے تھے اور اس پر حضرت بلال نے عرض کیا کہ میں کیا عرض کروں۔ مجھے بھی اس نے آگھیرا تھا جس نے آپ کو گھیرا تھا۔ اس قوت بیداری کے باوجود جو آپ کو حاصل ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا بلال کے پاس شیطان آیا حالانکہ نماز میں کھڑے تھے، شیطان نے بلال کے سینہ پر ہاتھ مارا اور انہیں اس طرح تھپک تھپک کر سلا دیا جس طرح بچے کو تھپک تھپک کر سلاتے ہیں اور بلال سو گئے۔ اس کے بعد حضور نے حضرت بلال کو بلایا اور ان سے ان کے سو جانے کی کیفیت دریافت فرمائی تو انہوں نے ویسا ہی عرض کیا جیسا کہ حضور نے حضرت صدیق سے فرمایا تھا۔ حضرت صدیق نے کہا "اشھد انک رسول اللہ والحق" یہ مقام تجدید و تصدیق شہادت و رسالت کا ہے تا کہ کسی قسم کا وسوسہ شیطانی دخل انداز نہ ہو۔ اس کے بعد حضور نے صحابہ سے فرمایا اپنے اونٹوں کو یہاں سے اٹھا کر لے چلو۔ صحابہ نے اپنے اونٹوں کو اٹھایا اور وہاں سے چل دیئے۔

اوہام باطلہ

واقعہ تعریس کو لے کر مخالفین حضور نبی اکرم ﷺ کے خلاف ذیل کے سوالات اٹھاتے ہیں۔

(۱) اگر حضور علیہ السلام کو علم ہوتا کہ میری نماز قضا ہوگی تو سرے سے نہ سوتے۔

(۲) سو گئے تو نماز کے وقت فوراً اٹھ کھڑے ہوتے۔

(۳) آپ پر شیطان کا حملہ ہو جاتا ہے تبھی تو آپ نے اس رات نماز نہ پڑھی۔

جوابات کاملہ

(۱) لاعلمی کی تہمت تو خیر خانہ ساز ہے کیونکہ مشکوٰۃ میں دونوں روایات موجود ہیں دوسری روایت میں حضور علیہ السلام نے آرام فرمانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جملہ حالات دیکھے اور پھر من و عن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتا دیئے جیسا کہ اوپر گزرا۔ اور پھر اسی معجزہ اور خبر غیبی کی تصدیق حضرت بلال نے کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ اشھد انک رسول اللہ الخ اور یہ

معجزہ دیکھنے کے وقت صحابہ کرام کا معمول تھا کہ وہ اس طرح کے الفاظ پڑھ دیتے۔ اگر اسی کا نام لاعلمی ہے تو پھر علم اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا بلکہ شرم و حیاء کی آنکھ اور حق شناس عقل نصیب ہو تو یہاں علم غیب کا اتنا زبردست ثبوت ہے کہ معمولی سی سمجھ والا بھی انکار نہ کرے وہ یہ کہ حضور علیہ السلام نے نہ صرف حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوائف بتائے بلکہ ابلیس اور اس کی کاروائی جسے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا وہ بھی حضور علیہ السلام نے بتا دی۔

(۲) نماز کے لئے نہ اٹھنا اس لئے نہ تھا کہ آپ خوابِ غفلت میں تھے بلکہ اس کے وجوہ ہیں جنہیں تلخیص کے ساتھ ہم نے شرح تلخیص صحاح ستہ میں لکھا ہے یہاں مختصراً عرض ہے کہ سب کو معلوم ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کو اپنی امت سے کتنا پیار ہے اسی شفقت و رافت و رحمت کے پیش نظر دیکھا کہ امت غفلت کا شکار ہو کر نمازیں قضا کرے گی اور قضائے نماز کی سزا سخت ہے ان کو اسی سزا سے بچانے کے لئے نماز قضا ہو جانے کو عملی سنت کا جامہ پہنایا تا کہ امت کی قضا نمازوں کو پناہ مل جائے کہ جہاں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول ﷺ کی قضا نمازوں کو قبول فرمائیگا اس کے طفیل امت کی قضا نمازوں کو بھی شرف قبولیت نصیب ہوگا۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے صحابہ کو شب تعریس کے بیدار ہونے کے بعد مضطرب اور پریشان دیکھا تو ان کی تسلی کے لئے فرمایا کہ اے لوگو اللہ تعالےٰ نے ہماری ارواح کو قبض کر لیا تھا اگر وہ چاہتا تو ہمیں وقت پر بیدار فرماتا اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز بھول جائے تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لے۔ اس سے واضح ہوا کہ اس نمازِ قضاء سے آقائے کونین ﷺ نے امت پر احسانِ عظیم فرمایا لیکن افسوس کہ بعض احسان فراموش امتی ہونے کا دعویٰ کر کے اس واقعہ سے اپنے آقا و مولیٰ کے نقص و عیب بیان کرتے ہیں۔

(۳) نیند تو اس وقت غفلت لاتی ہے جب انسان پر غفلت کا امکان ہو۔ آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر غفلت کا الزام کسی بدبخت اور منحوس دماغ کی چھاپ ہے اور پھر یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ غفلت نسیان سے پیدا ہوتی ہے اور نسیان دماغی کمزوری سے اور ہمارے حضور سرور عالم ﷺ نسیان سے کوسوں دور کیونکہ دماغ عالی انسانی کمزوریوں اور ظاہری بیماریوں سے پاک نہیں۔ فقیر اویسی غفرلہٗ نے اسی موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے۔

"T believe thet if a man like him were assume the dictator ship of the modern world ,he would succeed in solving its problems in a way that would bring it the much- needed peaceand happiness".

(۴) سرور کائنات ﷺ تو ہر وقت بیدار رہتے تھے چنانچہ حدیث شریف میں ہے ''تنام عینانی ولاینام قلبی'' میری آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میری نیند اتنی ہے کہ میں آنکھیں بند کر لیتا ہوں لیکن میرا دل آگاہ اور خبردار رہتا ہے اور فرمایا کہ میں اپنی خواب کی حالت میں بھی تمہاری باتیں سنتا رہتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور کے لئے ناقضِ وضو نہیں اور پہلا وضو ہی باقی رہتا ہے۔

بتائیے کہ جس کا دل بیدار ہو اور صرف آنکھ بند ہو تو اسے کیسے بے خبر کہا جا سکتا ہے جب کہ ایک معمولی انسان بھی اپنے تخمینے اور اندازے سے سورج کے طلوع و غروب سے غافل نہیں رہ سکتا تو امام الانبیاء ﷺ کو کس طرح الزام لگایا جا سکتا ہے۔

سوال: جب حضور علیہ السلام کا قلب مبارک بیدار تھا تو پھر عملاً نماز قضاء کی اور یہ گناہ ہے ورنہ ماننا پڑے گا کہ آپ کو واقعی نیند تھی۔

جواب: خود حضور علیہ السلام اس کا جواب دے چکے ہیں یعنی اس میں حکمتِ ایزدی تھی اسی لئے وحی والہام کے ذریعے بھی اپنے محبوب علیہ السلام کو آگاہ نہ فرمایا تاکہ قضائے فوائت کا سبب اور امت کو شرف اتباع نصیب ہو اور یہی جواب نسیان وسہو کے امور میں بھی یاد رکھنا۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اس وقت مشاہدۂ ربانی میں مستغرق ہوتے تو ماسوی اللہ کے ہر شے یعنے ہو صور و معانی سے بے نیاز اور غیر ملتفت ہو جاتے تھے۔ جیسے بعض اوقات بحالتِ وحی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اس کیفیت کو عدم ادراک یا نسیان یا غفلت سے تعبیر کرنا جہالت بلکہ سفاہت ہے بلکہ یوں عقیدہ ہونا چاہیے کہ اس وقت قلبِ نبوی پر ایک عظیم حالت کا طاری ہو جانا جسے خدائے عزوجل کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا (کذا قال سیدی شاہ عبدالحق فی مدارج النبوۃ)

حضرت مولانا روم قدس سرہ بھی اسی عارفانہ توجیہہ کے قائل ہیں چنانچہ فرمایا۔

در شب تعریس پیش آمد عروس

یافت جان پاک ایشان دستوس

سر ازان خواب مبارک برنداشت

تا نماز صبح م آمد بچاشت

ان اشعار اور شب تعریس کی مزید تحقیق فقیر کی شرح مثنوی بہ صدائے نوی حصہ دوم میں پڑھیے۔

محقق دماغ اور منصف مزاج کے لئے فقیر کی یہ مختصر تحقیق کافی دوائی ہے اور ضدی ہٹ دھرمی کے لئے غیر شافی۔ اس کے لئے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی

قدس سرہٗ کا مشورہ ملاحظہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیمات کا حال شریف میں عقلی قیاس حسن ادب کے دائرے سے باہر ہے اور اس کا حکم متشابہات میں حکم کرنے کی مانند ہے (مدارج جلد۲، ص۴۳۴)

حضرت بلال راحت جانجانان ﷺ

کل کائنات کو راحت نصیب ہوتی ہے محبوب خدا سرورانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میٹھے بول سے لے کر محبوب خدا کو راحت میسر آتی آواز بلالی شیریں مقالی سے۔

جوابِ اذان کے فضائل ومسائل

حضور رحمت عالم نور مجسم ﷺ نے عورتوں کی جماعت کو خطاب کر کے فرمایا۔ اے عورتو! جب تم بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اذان و اقامت کہتے سنو تو جس طرح وہ کہتا ہے تم بھی کہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ہر کلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ہر کلمہ کے بدلے ایک ہزار درجے بلند کرے گا اور ایک ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔ عورتوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ تو عورتوں کے لئے ہوا۔ مردوں کے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا مردوں کے لئے دُوگنا ثواب ہے۔ (بہار شریعت)

جوابِ اذان کا ثواب

اذان فجر میں سترہ ۱۷ کلمے ہوتے ہیں اور باقی اذانوں میں پندرہ کلمے ہوتے ہیں۔ پانچوں وقت کی اذانوں کا جواب دیا تو ۷۷ ستتر لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ ستتر ۷۷ ہزار درجے بلند کئے جائیں گے ۷۷ ستتر ہزار گناہ معاف کئے جائیں گے۔ یہ تو عورتوں کے لئے ہے۔ مردوں کے لئے دوگنا ہے اور اقامت میں سترہ ۱۷ کلمے ہوتے ہیں تو پانچوں وقت کی اقامت کا ثواب عورت کے لئے یہ ہوا کہ پچیاسی ۸۵

لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ پچیاسی ۸۵ ہزار درجے بلند ہوں گے اور پچیاسی ۸۵ ہزار گناہ معاف ہونگے اور مردوں کے لیے دوگنا ثواب ہے۔

جواب اذان کا طریقہ

مؤذن جو کلمات کہہ چکے سننے والا بھی وہی کہتا جائے اور جب مؤذن "اشهدان محمد رسول الله" کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دیکر آنکھوں سے لگائے اور کہے قرة عيني بك يا رسول الله اللهم متعني بالسمع والبصر۔ (بہار شریعت، ردالمحتار)

موذن کے "حي على الصلوٰة حي على الفلاح" کہنے کے بعد سننے والا بھی یہی کہے اور "لاحول ولا قوة الا بالله" بھی کہے اور "الصلوٰة خير من النوم" کے جواب میں "صدقت وبررت وبالحق نطقت" کہے۔ اقامت کا جواب مستحب ہے۔ اس کا جواب بھی اسی طرح ہے فرق اتنا ہے کہ "قد قامت الصلوٰة" کے جواب میں دونوں بار "اقامها الله وادامها مادامت السموٰت والارض" کہے۔ (بہار شریعت و عالمگیری)

اذان کے مسائل

(۱) اذان منارہ پر یا خارج مسجد میں کہی جائے۔ مسجد کے اندر اذان کہنا خلاف سنت ہے۔ جمعہ کے خطبہ کی اذان بھی اس میں شامل ہے۔

(۲) فاسق معلن یعنی داڑھی منڈایا کترواکر ایک مٹھی سے کم رکھنے والا یا اعلانیہ کبیرہ گناہ کرنے والا اذان نہیں کہہ سکتا۔ کہے گا تو دوبارہ لوٹانا واجب ہے۔

(۳) خطبہ کی اذان کا جواب مقتدیوں کو زبان سے دینا جائز نہیں۔

(۴) اگر چند اذانیں سُنے تو پہلی کا جواب دے اور بہتر یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔

(۵) جو شخص اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف ہے۔ (بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ)

تتمہ

اذان کے بارے میں مختلف باتیں عرض ہیں۔

اذان کی گستاخی کی سزا

یہ کہ مدینہ منورہ میں ایک نصرانی تھا جب اذان میں سنتا اشھدان محمد رسول اللہ تو کہتا۔ قد حرق الکاذب (معاذ اللہ) یعنی جھوٹا جل جاوے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اور اس کے اہل وعیال تھے کوئی خادم گھر میں آگ لے کر گیا ایک چنگاری گر پڑی وہ اور اس کا گھر اور گھر والے سب جل گئے (ابن جریر)

فائدہ: اذان کی گستاخی کا یہ حال ہے تو پھر اس بدبخت کا کیا حال ہوگا جو بانی اسلام کی گستاخی و بے ادبی کرتا ہے چند باتیں ہم نے ''گستاخوں کا برا انجام'' میں عرض کی ہیں۔

اذان ابومحذورہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اذان پڑھنا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بہ نفس نفیس سکھایا، مجھ سے فرمایا کہو۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشھدان لاالہ الا اللہ، اشھدان لاالہ الا اللہ، اشھدان محمد ارسول اللہ، اشھدان محمد ارسول اللہ، آپ نے فرمایا پھر دوبارہ یہی پڑھو۔ اشھدان لاالہ الااللہ، اشھدان لاالہ الااللہ، اشھد ان محمد ارسول اللہ، اشھد ان محمد ارسول اللہ، حی علی الصلوٰۃ، حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لاالہ الااللہ۔ (صحیح مسلم)

''عن ابی محذورۃ ان النبی ﷺ الاذان تسع عشرۃ والا کلمہ سبع عشرۃ کلمہ'' (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی والدارمی وابن ماجہ)

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

مجھے اذان سکھائی انیس کلمے اور اقامت سترہ (۱۷) کلمے۔

(مسند احمد، ترمذی، سنن نسائی، مسند دارمی، سنن ابن ماجہ)

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اوپر والی روایت میں اذان کے پورے انیس کلمے ہیں شہادت کے چاروں کلمے اس میں مکرر نہ ہونے کی وجہ سے چار کلمے کم ہوجائیں گے اور ''قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ'' دو کلموں کا اضافہ ہوجائے گا، اس کمی اور اس کے بعد ان کی تعداد پوری سترہ ہوجائے گی۔

محذورہ کو اذان سکھانے کا یہ واقعہ شوال ۸ھ کا ہے جب رسول اللہ ﷺ حنین سے فارغ ہوکر واپس آرہے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل روایات کے جمع کرنے سے معلوم ہوتی ہے دلچسپ بھی ہے اور ایمان افروز بھی اس لئے اس کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ سے فارغ ہوکر اپنے لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ ایک خاصی بڑی تعداد ان کی تھی جن کو آپ نے فتح مکہ کے دن ہی معافی دے کر آزاد کیا تھا تو یہ اس وقت ایک شوخ نوجوان تھے اور مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے اور یار دوستوں کے ساتھ حنین کی طرف چل دیئے۔ خود بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ حنین سے واپس ہو رہے تھے۔ راستہ ہی میں حضور سے ہماری ملاقات ہوئی۔ نماز کا وقت آنے پر رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے اذان دی۔ ہم سب اس اذان سے (بلکہ اذان والے دین ہی سے) منکر و متنفر تھے۔ اس لئے ہم سب ساتھی مذاق اور تمسخر کے طور پر اذان کی نقل کرنے لگے اور میں نے بالکل مؤذن ہی کی طرح خوب بلند آواز سے نقل کرنی شروع کی، رسول اللہ ﷺ کو آواز پہنچ گئی تو آپ نے ہم سب کو بلوا بھیجا، ہم آپ کے سامنے پیش کردیئے گئے، آپ نے فرمایا بتاؤ تم میں وہ کون ہے جس کی آواز بلند تھی۔ (ابومحذورہ کہتے ہیں کہ) میرے سب

ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کر دیا، اور بات سچی بھی تھی، آپ نے اور سب کو چھوڑ
دینے کا حکم دے دیا اور مجھے روک لیا اور فرمایا کھڑے ہو اور اذان کہو (ابو محذورہ کا بیان
ہے کہ) اس وقت میرا حال تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے اور آپ نے جس اذان کے
دینے کا حکم دیا تھا اس سے زیادہ مکروہ اور مبغوض میرے لئے کوئی چیز بھی نہ تھی، یعنی
میرا دل (معاذ اللہ) آپ کی نفرت اور بغض سے بھرا ہوا تھا، لیکن میں مجبور اور بے بس
تھا اس لئے ناچار حکم کی تعمیل کے لئے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خود اذان
بتانی شروع کی اور فرمایا کہو، "اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر"۔ (آخر
تک بالکل اسی طرح جس طرح اوپر والی حدیث میں گزر چکی ہے۔ آگے ابو محذورہ
بیان کرتے ہیں) جب میں اذان ختم کر چکا تو آپ نے مجھے ایک تھیلی عنایت فرمائی
جس میں کچھ چاندی تھی، اور میرے سر کے اگلے حصہ پر آپ نے اپنا دست مبارک
رکھا اور پھر آپ نے دست مبارک میرے چہرہ پر اور پھر میرے سامنے کے حصہ پر
یعنی سینہ پر اور پھر قلب و جگر پر پھر نیچے ناف کی جگہ تک پھیرا۔ پھر مجھے یوں دعا دی
"بارک اللہ فیک وبارک اللہ علیک" (اللہ تعالیٰ تیرے اندر برکت دے
اور تجھ پر برکت نازل فرمائے) یہ دعا آپ نے مجھے تین دفعہ دی (حضور کی اس دعا اور
دست مبارک کی برکت سے میرے دل سے کفر اور نفرت کی وہ لعنت دور ہو گئی اور
ایمان اور محبت کی دولت مجھے نصیب ہو گئی) اور میں نے عرض کیا کہ مجھے مکہ معظمہ میں
مسجد حرام کا مؤذن بنا دیجئے! آپ نے فرمایا کہ جاؤ ہم حکم دیتے ہیں اب مسجد حرام میں
تمام اذان دیا کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے شہادت کے کلمے اشھدان لا الٰہ الا اللہ
اور اشھدان محمد ارسول اللہ مکرر یعنی بجائے دو دو دفعہ کے چار چار دفعہ کیوں
کہلائے، غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے دل میں اس وقت تک ایمان آیا نہیں تھا۔

انہوں نے صرف حکم سے مجبور ہو کر اپنے اس وقت تک کے عقیدے کے بالکل خلاف
اذان دینی شروع کر دی تھی اور اذان کے کلمات میں سب سے زیادہ ناگوار ان کو اس
وقت شہادت کے یہی دو کلمے تھے (یعنی اشھدان لا الٰہ الا اللہ اور اشھدان محمد
ارسول اللہ) جب ایک دفعہ وہ کہہ چکے تو حضور نے فرمایا ان کلموں کو پھر دوبارہ کہو اور
خوب بلند آواز سے کہو۔ اس عاجز کا خیال ہے کہ آپ ان کی زبان سے کلمے کہلوا رہے
تھے اور خود اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ تھے کہ وہ ان کلموں کو اپنے اس بندے کے دل میں
اتار دے۔ الغرض یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ اس وقت کی ان کی خاص حالت
کی وجہ سے آپ نے شہادت کے یہ کلمے مکرر کہلوائے ہوں ورنہ کسی روایت سے معلوم
نہیں ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مستقل مؤذن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو یہ حکم دیا ہو اور وہ اذان میں شہادت کے کلمے اس طرح چار چار دفعہ کہتے ہوں، اسی
طرح عبداللہ بن زید کے خواب کی صحیح روایات میں بھی شہادت کے یہ کلمے دو ہی دفعہ
وارد ہوئے ہیں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ ابو محذورہ مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی طرح اذان
دیتے رہے یعنی ان کلموں کو مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق چار چار دفعہ کہتے رہے جس کو
اصطلاح میں (ترجیع) کہتے ہیں جس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ حضور نے جس طرح ان سے
اذان کہلوائی تھی اور جس کی برکت سے ان کو دین کی دولت ملی تھی وہ ایک عاشق کی
طرح چاہتے تھے کہ ہو بہو وہی اذان ہمیشہ دیا کریں ورنہ وہ یہ ضرور جانتے ہوں گے
کہ حضور کے مؤذن بلال کس طرح اذان دیتے ہیں۔ اسی واقعہ کی روایات میں یہ بھی
آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو محذورہ کے سر کے اگلے حصے (ناصیہ) پر جہاں
دست مبارک رکھا تھا وہ وہاں کے اپنے بالوں کو کبھی کٹواتے نہیں تھے، اس عاجز
کا خیال ہے کہ جیسی یہ ان کی ایک عاشقانہ ادا تھی اسی طرح ان کی ایک ادا یہ بھی تھی کہ
وہ ہمیشہ ترجیع کے ساتھ اذان کہتے تھے، اور بلاشبہ حضور کو اس کا علم تھا لیکن حضور نے منع

نہیں فرمایا، اس لئے اس کے بھی جواز میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں! اور حقیقت وہی ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ نے بیان فرمائی ہے کہ اذان واقامت کے کلمات کا یہ اختلاف بس مختلف قراءتوں کا ہے۔ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان کے مزید جوابات فقیر کی تصنیف ''انوار الرحمٰن فی کلمات الاقامۃ والاذان'' میں پڑھیے۔

امریکن محقق کا اعتراف

امریکہ کا ایک سرپھرا مگر بکار خویش ہشیار محقق اس دریافت میں تھا کہ دنیا میں سب سے زیادہ آواز کون سی سنی جاتی ہے۔ اس نے اس سے قبل ایک کتاب ''مانو یا نہ مانو'' لکھ کر بہت نام پیدا کیا۔ اس کے بارے میں پروفیسر احمد الدین مارہروی لکھتے ہیں کہ اس محقق کا نام ''ریپلے'' (Ripley) تھا۔ وہ بھارت آیا تو اخبارات میں اس کا خوب چرچا ہوا۔ ایک روز وہ مذکورہ سوال کے سلسلہ میں امپیریل لائبریری کلکتہ آیا۔ نوادرات اور عجائبات کے متلاشی تو بہت ہوئے ہیں لیکن اس میں یہ انفرادیت تھی کہ وہ صرف معاشی اور علمی عجوبوں سے دلچسپی رکھتا تھا۔ لندن اور امریکی اخبارات میں اس کے چند ہی چٹکلے شائع ہوئے تھے کہ لوگوں نے اس پر آوازے کسنے شروع کردیے۔ کسی نے اس کو دنیا کا سب سے بڑا دروغ گو قرار دیا تو کسی نے اس ایک فریب گردانا وہ بات ہی ایسی کہتا تھا کہ عقل اسے تسلیم کرنے سے انکار کردیتی تھی لیکن جب تحقیقات کی جاتی تو سوفیصد صحیح ثابت ہوتی۔ ہفتہ وار ٹائمز آف انڈیا نے بھی اس کے ان مضامین کی خوب اشاعت کی تھی۔ اس لئے وہ ہمارے نزدیک ایک جانی پہچانی شخصیت تھی۔

پروفیسر احمد الدین مارہروی صاحب کہتے ہیں کہ اس کے پاس ایک ڈائری تھی جس میں ہندوؤں کی کتابوں کا نام درج تھے۔ وہ اپنی تحقیق کے لئے ان کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا اور کسی ایسے ماہر کا متلاشی تھا جو اسے اس خاص موضوع پر معلومات فراہم

کرسکے اس کو ایک پنڈت سے جو سنسکرت سیکشن کے ماہر تھے ملایا گیا لیکن وہ ریپلے کو مطمئن نہ کرسکا۔ پنڈت کے لاجواب ہونے کے بعد اس نے اپنی ڈائری بند کردی اور کہا کہ میں اس کھوج میں نکلا ہوں کہ دنیا میں کون سی آواز سب سے زیادہ سنائی دیتی ہے۔ پہلے جانوروں کی بولیوں کا جائزہ لیا لیکن ان میں ہم آہنگی بہت کم دیکھی۔ پھر انسان کی طرف توجہ کی تو وہاں بھی بھانت بھانت کی آوازیں سنائی دیں۔ ریلوے انجن کی سیٹی کا تجزیہ کیا تو امریکی، یورپی اور افریقی سیٹیوں میں فرق نظر آیا۔ اب صرف ایک امر باقی رہ گیا تھا کہ دنیا کے مذہب کو دیکھا جائے۔ ان میں شاید کوئی مناجات یا حمد مل جائے جو بین الاقوامی حیثیت سے عام ہو۔ دنیا میں چار بڑے مذاہب ہیں۔

(۱) عیسائیت (۲) بدھ مت (۳) اسلام (۴) ہندو دھرم

آج کل میں ان کا جائزہ لے رہا ہوں۔ عیسائی ممالک نے مجھے ہر قسم کی معلومات فراہم کردی ہیں لیکن ان میں بے انتہا تنوع اور افتراق ہے۔ بدھوں کے ہاں یکسانیت مقابلتاً زیادہ ہے لیکن نہ اتنی کہ ان کی کسی بالجبر عبادت کو آوازوں میں پہلا نمبر دیا جاسکے۔ ہندوستان میں بھی آپ نے دیکھ لیا کہ اعداد و شمار جمع کرنا کتنا مشکل ہے۔ بظاہر تو یہاں بھی کامیابی مشکل ہی نظر آتی ہے۔

قبل اس کے کہ یہ محقق اسلام کے متعلق کچھ کہے ایک صاحب نے خود ہی یہ سوال داغ دیا کہ اسلام کے متعلق آپ کی جستجو کا ماحصل کیا ہے؟ بظاہر وہ اس کا دوٹوک جواب دینا نہیں چاہتا تھا۔ اپنی ڈائری کا ایک دوسرا ورق کھول کر کہنے لگا۔ ابھی میں تمام اسلامی ملکوں میں نہیں گھوما مصر، شام، عرب، فلسطین اور عراق کا دورہ کرپایا ہوں۔ ان سب میں قدر مشترک یہ نظر آئی کہ ہر جگہ عبادت عربی زبان میں ہوتی ہے لیکن ان میں عبارتیں مختلف ہوتی ہیں جنہیں ایک آواز کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

ہم نے فوراً محسوس کرلیا کہ اس برگشتہ راہ کو ہدایت کی ضرورت ہے اور اس کے

لئے بڑی ہوشیاری اور چابکدستی سے کام کرنا ہوگا چنانچہ اسے تو یہ کہہ کر رخصت کر دیا گیا کہ ہندو دھرم کے متعلق آپ خود معلومات بہم پہنچائیں اور اسلام کے بارے میں ہم آپ کو ایک جرمن عالم سے ملائیں گے جو ممکن ہے آپ کی رہنمائی کر سکے۔

جرمن عالم کا سنتے ہی رہلے کے پژمردہ چہرے پر مہتابیاں سی چھوٹنے لگیں اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں جن کا ہر لفظ محققین کے نزدیک حرف آخر ہوتا ہے تو اسے گونہ اطمینان ہو گیا کہ اسے نہ صرف اسلام بلکہ ہندو مذہب کے متعلق بھی پوری معلومات حاصل ہو جائیں گی کیونکہ میکس ملر نے تمام دنیا کو اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا تھا کہ سنسکرت کے سب سے بڑے ماہر جرمن پروفیسر ہی ہوتے ہیں۔ ہم نے بھی اس کی اس غلط فہمی کا ازالہ ضروری نہ سمجھا اور محفل برخاست ہو گئی۔

اس کے بعد تمام مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کی غرض سے جس شد و مد سے دوڑ دھوپ ہوئی اس کا جب خیال آتا ہے تو دل بلّیوں اچھلنے لگتا ہے۔

دوسری نشست حسان سہروردی کے مکان پر ہوئی جو معاشرت میں تو بالکل انگریز لیکن دل سے بڑے جذباتی مسلمان تھے۔ ان کے ذمہ یہ فرض عائد کیا گیا کہ وہ اس نووارد کو شیشے میں اتاریں اور اس سے اسلام کا لوہا منوائیں۔ انہوں نے اس کا تذکرہ جب جرمن پروفیسر سے کیا تو اس نے چٹکی بجاتے ہوئے اس کا نہایت عمدہ حل پیش کر دیا۔ کہنے لگا آپ اس سے نماز یا عبادت کا ذکر نہ کریں جس میں اختلاف کی بڑی گنجائش ہے بلکہ اس کی جگہ اذان پر زور دیں جو ہر جگہ یکساں ہوتی ہے۔

رہلے کو عروس البلاد کلکتہ میں پانچواں دن تھا۔ اس دوران میں وہ نہ معلوم کس کس سے مل چکا تھا۔ کتنے مندروں میں بھجن اور پرارتھنا سن چکا تھا لیکن اب بھی اپنی تگ و دو سے غیر مطمئن تھا۔ اس کی آخری امید پروفیسر کی رہنمائی تھی۔ لیکن جب ذاکر زکریا نے بجائے ہندو دھرم کے اسلام پر گفتگو شروع کی تو وہ ہکا بکا رہ گیا۔ انہوں نے

حتمی طور پر جب یہ فیصلہ صادر کیا کہ دنیا میں سب سے زیادہ سنائی دینے والی آواز اذان ہے تو اسے کسی طرح یقین ہی نہ آتا تھا۔ اس نے یہ تسلیم کیا کہ ہر مسجد میں پانچ وقت اذان ہوتی ہے لیکن وہ یکساں کس طرح ہو سکتی ہے۔ یہ بات اس کے مغرب زدہ ذہن میں کسی طرح نہ سماتی تھی۔ اسے جب مختلف مساجد میں لے جا کر اذان سنائی گئی تو لحن کے اختلاف کے باعث وہ ان میں رابطہ قائم نہ کر سکا اور طرح طرح کے اعتراضات کرتا رہا۔ اب ہم پھر سر جوڑ کر بیٹھے کہ اب کون سا لائحہ عمل اختیار کیا جائے جو اس سنگلاخ پتھر میں جونک لگ سکے۔ مختلف تدابیر سامنے آئیں لیکن اس دفعہ بھی پروفیسر ہی کا تیر نشانے پر بیٹھا۔

اس وقت تک دنیا ٹیپ ریکارڈنگ سے ناآشنا تھی لیکن گراموفون ایجاد ہو چکا تھا اور کلکتہ میں ہز ماسٹرس وائس کمپنی ریکارڈ تیار کرتی تھی۔ ان سے یہ سودا کیا گیا کہ سامنے ریکارڈ کیا جائے اور پھر وہ ان سب کو بیک وقت سن کر اندازہ لگائے کہ ایک ہی چیز ہے یا مختلف النوع صدائیں ہیں۔ گراموفون کمپنی نے اس کے معاوضے میں اتنی زیادہ رقم طلب کی جس کا ادا کرنا ہم میں سے کسی کے بس کا روگ نہ تھا۔ لیکن خدا بھلا کرے پنڈدادن خاں کے ملک التجار حاجی محمد امین صاحب (بانی امین برادرس کراچی وڈھاکہ) کا جنہوں نے بغیر ہماری درخواست کے کل رقم اپنی جیب سے ادا کر دی اور دو دن کے اندر بیس ایسی مساجد کی اذانوں کے ریکارڈ تیار ہو گئے جن میں سے بعض کا فاصلہ بیس میل سے بھی زیادہ تھا۔ رہلے نے جب یہ ریکارڈ غور سے سنا تو پھڑک اٹھا۔ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ اٹھ اٹھ کر ہاتھ ملایا اور کہتا کہ آپ لوگوں نے میری برسوں کی محنت ٹھکانے لگا دی۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ آپ کا شکریہ ادا کروں۔ لیکن ہم اس کو اپنی نہیں بلکہ اسلام کی فتح سمجھتے تھے۔

پھر جب وہ امریکہ واپس پہنچا اور اس نے "مانو یا نہ مانو" کی دوسری جلد لکھنی

شروع کی تو ابتداہی میں اس عنوان کے تحت کہ دنیا میں کون سی آواز سب سے زیادہ سنائی دیتی ہے جواب دیا کہ وہ مسلمانوں کی اذان ہے، جس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

اذان ہوتی اور بت گر جاتے

مولوی محمد صدیق پینشنر ماسٹر۔۔۔۔۔۔میاں گوٹھ شکار پور۔ سندھ

فرماتے ہیں کہ:

یہ قصہ میرے بچپن کا ہے جبکہ ۱۲،۱۳ سال کی عمر تھی۔ ہمارے گاؤں کرلوڈ تحصیل ہانسی ضلع حصار۔ امبالہ ڈویژن (موجودہ ہریانہ) میں ایک سابق فوجی حوالدار محبوب علی خاں تھے، وہ اکثر یہ قصہ سنایا کرتے تھے کہ ہماری کمپنی کا تبادلہ ایک ہندو ریاست میں ہوگیا۔ یہ زمانہ ۱۹۱۴ء کی جنگِ عظیم اوّل کا تھا۔ مہاراجہ کے راجدھانی شہر کے قریب ایک مندر کے پاس ہمارے ڈیرے لگ گئے۔ خیموں کو کاٹ دیا گیا چھوٹی سی ایک مسجد کی چاردیواری بھی بنادی گئی جس میں ہم نماز پڑھتے اور اذان دیتے تھے، مگر جب اذان ہوتی تو مندر کے بت گر جاتے۔ پنڈت لوگوں نے مہاراجہ سے شکایت کی۔ ایک دوبار تو مہاراجہ نے غور نہیں کیا تیسری بار شکایت کرنے پر مہاراجہ مندر میں گیا اور اذان کے وقت بتوں کا گرجانا خود دیکھا۔ مہاراجہ نے دوسرے دن اپنا دربار لگایا جس میں شہر کے معزز لوگ، پنڈت لوگ، فوجی و سول حکام جمع ہوگئے۔

ہماری کمپنی کو بھی مہاراجہ نے دربار میں بلایا۔ ہم حاضر ہوئے جو جوان اذان دیتا تھا اس کو آگے بلایا، اذان سنی اردو میں اس کا ترجمہ سنا اور پھر ہماری کمپنی کو مہاراجہ نے واپس کردیا۔ ہماری کمپنی کے واپس چلے جانے کے بعد مہاراجہ نے اپنے درباریوں سے سوال کیا جب ہمارے دیوتا مسلمانوں کی اذان سے ہی گر جاتے ہیں تو کل کو یہ ہمارے دیوتا مسلمانوں کے خلاف ہماری کیا مدد کریں گے۔

اس سوال پر دربار میں سناٹا چھا گیا اور کسی نے جواب نہیں دیا۔ مہاراجہ نے غصہ ہوکر دربار برخاست کردیا۔

ہر وقت اذان

اگر آپ دنیا کے نقشے پر ایک نظر ڈالیں تو آپ جان لیں گے کہ اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرۂ ارض کے عین مشرق میں واقع ہے یہ ملک ہزاروں جزیروں کا مجموعہ ہے جن میں جاوا، سماٹرا، بورنیو اور سیلبز بڑے جزیرے ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے انڈونیشیا گنجان آباد ہے اور اس کی آبادی اٹھارہ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ مسلمانوں کی آبادی میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ طلوعِ سحر سیلبز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے جس وقت وہاں صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں اس وقت ڈھاکہ میں رات کے دو بج رہے ہوتے ہیں۔ طلوعِ سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرق جزائر میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے اور بیک وقت ہزار مؤذن خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کا اعلان کررہے ہوتے ہیں مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہو جاتا ہے اس کے بعد برما کی باری آتی ہے جکارتہ سے اذان کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ کو پہنچتا ہے۔ بنگلہ دیش میں اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی [illegible]ری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے سری نگر اور سیالکوٹ میں اذانِ فجر کا ایک ہی وقت ہے، سیالکوٹ سے کوئٹہ کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے، اس عرصہ میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق پڑ جاتا ہے اس دوران میں شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی ہیں اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول عرض پر واقع ہے۔ مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹہ کا فرق ہے اس

دوران ترکی میں صدائے توحید ورسالت ﷺ بلند ہوتی ہے اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹہ کا دورانیہ ہے اس عرصہ میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوتا تھا ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحراوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔

فجر کی اذان بحراوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بمشکل جکارتہ تک پہنچتا ہے کہ مشرقی جزائر میں نماز مغرب کا وقت ہوجاتا ہے مغرب کی اذانیں سیلبز سے بمشکل سماٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہوجاتا ہے۔ جس وقت مشرقی جزائر انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اس وقت افریقہ میں ہنوز فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت ہزاروں سینکڑوں مؤذن بیک وقت خدائے بزرگ وبرتر کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں ان شاء اللہ العزیز یہ سلسلہ تاقیامت اسی طرح جاری رہے گا۔

بچے کے کان میں اذان پڑھنے کی حکمت

ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر نے فرمایا کہ میں مسلمان ماں باپ کے گھر نہ پیدا ہوا ہوتا اور اپنے سائنسی مطالعہ کے دوران مجھ تک داعی برحق ﷺ کی صرف دو باتیں پہنچیں تو میرے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے لیے کافی ہوتیں۔

ان میں سے پہلی بات نومولود بچہ کے کان میں اذان دینے کا پُر از حکمت

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ دوسرے حضور ﷺ کی یہ تعلیم کہ کھانے سے قبل ہاتھ دھوئے جائیں مگر کن کپڑے تولیہ وغیرہ سے صاف نہ کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ بچوں کی نفسیات دماغ کی ساخت (MEMORY) (یادداشت کے نظام) کی دریافت بیسویں صدی میں ہوئی ہے اسی طرح جراثیم کے باب میں انسان نے ماضی قریب میں کھوج لگایا ہے۔ جبکہ نبی اُمی ﷺ نے یہ حقائق چودہ سو سال قبل منکشف کردیئے تھے۔

غور فرمایا، تعلیمات نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کتنی گہرائی، گیرائی اور ایمائی ہے کہ جس نکتے پر غور کریں۔

؎ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

کیا یہ تعلیمات عصر حاضر کے آلام کا مداوا نہیں؟

کیا دین ودنیا کی فلاح ونجاح الٰہی پر منحصر نہیں؟ کیا ہمارے معاشی، سیاسی، فکری ونظری مسائل کا حل ان میں مضمر نہیں۔ ہے اور ضرور ہے یہ انہی تعلیمات کی ہمہ گیری اور اعجاز ہے کہ مشہور مغربی فلسفی اور اسکالر برنارڈشا (BERNARD SHAW) کو کہنا پڑا۔

ترجمہ: مجھے یقین ہے، اگر ایسی شخصیت دنیائے جدید کی حکمرانی قبول فرمالے تو وہ تمام مسائل اس انداز میں حل کرنے میں کامیاب ہوجائے گی کہ دنیا کو وہ سکون وامن میسر ہوگا جس کی از حد ضرورت ہے۔

فاضل علامہ آسی سیالکوٹی نے فرمایا:

؎ اے امن پسندو آجاؤ سرکار ﷺ کے سایہ رحمت میں
اس چارہ گر ہستی کے سوا، انسان کا کوئی بھی چارہ نہیں

آخری گذارش

اذان کے بارے میں کئی مسائل مختلف فیہ ہیں مثلاً اذان بر قبر، اذان میں انگوٹھے چومنا، اذان سے پہلے یا بعد کو درود وسلام پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔ اس ہر ایک کیلئے علماء اہلسنت کی متعدد تصنیفیں ہیں۔ فقیر نے بھی انکے فیوض و برکات سے رسائل لکھے ہیں۔ اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم و علیٰ الہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان ۲۲ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

ہماری عنقریب آنے والی مطبوعات

مشکل صیغے
کرامات صحابہ
نفس وشیطان کے دھوکے
اکابرین کے مناظرے
غایۃ المعمول فی علم الرسول
تاریخ محبوب مدینہ
تاریخ مسجد نبوی وگنبد خضریٰ
گناہ دھونے کا صابن
گلدستہء اویسی نمبر 1۔ برائے خواتین
گلدستہء اویسی نمبر 2۔ برائے سادات کرام
فرشتے ہی فرشتے
فضائل ہی فضائل

انسانی اعضاء بولتے ہیں
کالاتل
معمولات صحابہ بعد صلوٰۃ الجنازہ
وجد صوفیاء کا جواز
گاجر کے فوائد
بواسیر اوراس کا علاج
ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟
اسلامی داڑھی
امام اور داڑھی
کوئی لایونی
گنج اور گنجہ
جانور جمادات بولتے ہیں

ہماری دیگر مطبوعات

- تفسیر فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان
- عربی تفسیر فضل الستان
- الفیض الجاری فی شرح صحیح البخاری
- حدائق بخشش 13 جلدیں
- رسائل اویسیہ اول تا ششم
- احوال آخرت
- حیرت انگیز واقعات
- جامع کمالات سید المرسلین
- کشکول اویسی
- اویسی کا سفرنامہ انگلینڈ وحجاز
- ہدایۃ النحو
- جہنم سے بچانے والے اعمال
- [illegible] ے زری حکام
- ڈش اور [illegible] کی تباہ کاریاں
- کالج اور لڑکی
- غم حال دیکھیے
- مدینہ کے اہم واقعات اور مشہور مقامات
- لاعلمی میں علم
- علامات قیامت
- اصلی اور نقلی پیر میں فرق
- کنز الایمان پر اعتراضات کے جوابات
- فضائل سیدنا صدیق اکبر از کتب شیعہ
- امام حسین و یزید
- بدعات المسجد
- بدعت ہی بدعت
- بدعات حسنہ کا ثبوت
- بچپن حضور کا
- اذان بلال
- الحج
- راہ حق
- غوث اعظم سید ہیں
- فضائل فاطمۃ الزہراء
- علم [illegible] مع اصول مناظرہ
- زور [illegible] کیسا؟
- تہتر فرقے
- حضرت عثمان کو برا کہنے والا کون
- امیر معاویہ پر اعتراضات کے جوابات
- جوانی کی بربادی
- حضور کا مردے زندہ کرنا
- میرے منہ سے جو نکلی بات وہ ہو کے رہی
- ثبوت [illegible]

رسائل اویسیہ

خواجہ غلام فرید چاچڑانی
اور
مرزا قادیانی

جوانی کی بربادی

جدید مسائل شرعی احکام

بیعت کی شرعی حیثیت

اسلامی داڑھی
و
امام اور داڑھی